

نامہ باب  
۱۳۸۱-۸۲



# حضرت مسیح رنگون حضرت مسیح نبوی

مکان اعلیٰ  
مکان مفتی اشنا عیل کرزا

مدیر/ مدیر مستول  
حضرت مولانا عبدال الرحمن یعقوب باقا سا

حضرت مولانا عبدالرحمن یعقوب باقا سا

# سالنامہ ”ختم نبوت“ رنگون

بابت ۱۳۸۱-۸۲ھ

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی اسماعیل گورا صاحب رَحْمَةُ اللّٰهِ  
عبد الرحمن یعقوب باوا صاحب



دفتر ختم نبوت، مکان نمبر: ۱۳۷، گلی نمبر: ۳۰، رنگون  
مرکزی جمیعیت علماء برما، مکان نمبر: ۲۵۰، گلی نمبر: ۳۹، رنگون

قارئین سے

اضلاع والے متوجہ ہوں

- ختم نبوت کی ایک کاپی کے لیے • ختم نبوت آپ کو برابر ملتا ہے یا نہیں؟  
۲۰ پیا کے ٹکٹ مندرجہ بالا پتوں پر • ختم نبوت کے بارے میں آپ ہمیں کیا مشورہ دینا چاہتے ہیں؟  
بھیج کر سالنامہ ختم نبوت حاصل • ختم نبوت کی ترتیب اور مضماین آپ کو پسند ہیں یا نہیں؟  
کریں۔ • آپ ہمیں لکھیں، ہم آپ کے مذکور ہوں گے۔ (ادارہ)

**نوت:** رسالہ نہاد کی جدید اشاعت ختم نبوت اکیڈمی، لندن سے کی گئی ہے

**KHATM E NUBUWWAT ACADEMY**

387 Katherine Road , Forest Gate , London E7 8LT , United Kingdom

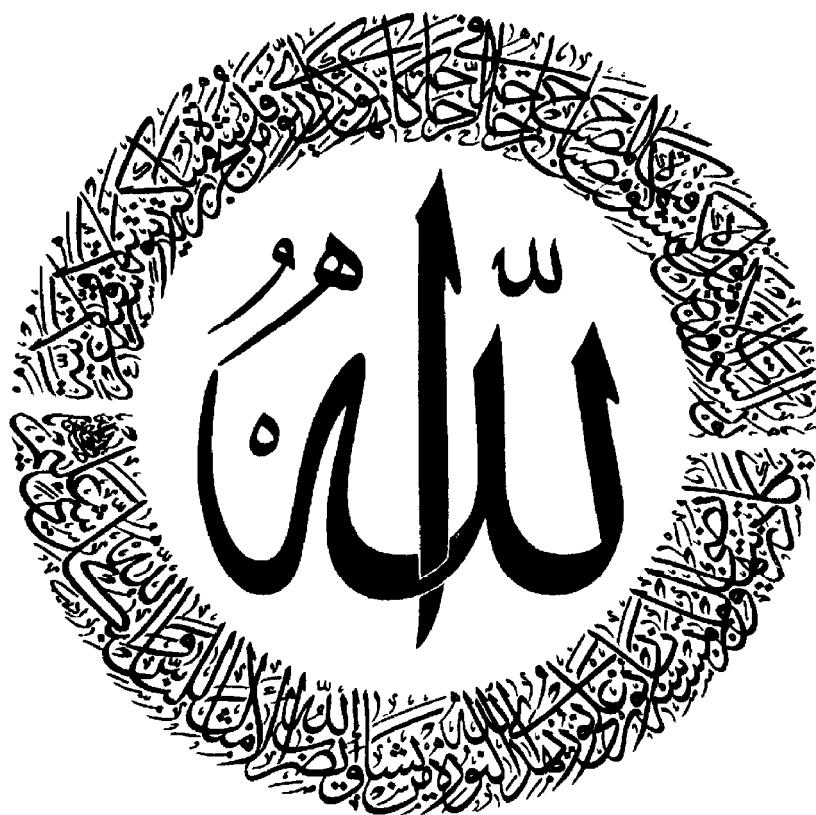
Phone: 020 8471 4434 | Cell : 0788 905 4549 , 0795 803 3404

Email: khatmenubuwwatacademy@gmail.com

Website: [www.khatmenubuwwat.org](http://www.khatmenubuwwat.org)



میرزا احمد خان



## فهرستِ مضموماں

نمبر شمار	عنوان	مضموں نگار	صفحہ
1	برما (رکون) تازہ ترین صورت حال کا جائزہ	مولانا سہیل باوا	7
2	پیش افظ	عبد الرحمن یعقوب باوا	12
3	”شیخ عبد الرحمن باوا اور تحریک ختم نبوت“ برماڈا ری	مولانا سہیل باوا	17
4	ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی	مولانا سہیل باوا	18
5	ختم نبوت کے لیے پہلا قدم	مفتی محمود الحسن	21
6	حدیث دل	حضرت العلامہ مولانا ابوالایمam مظاہری	23
7	مرزاۓ قادری کی شرافت	عبد الرحمن یعقوب باوا	28
8	نئی نبوت کا فتنہ عظیم	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ	31
9	قادیانیت کے دوڑخ!	مولانا مفتی اسماعیل محمد گورا صاحبؒ	34
10	سب سے خطرناک فتنہ!	مولانا احمد اشرف صاحب راندیری	39
11	قرآن کے ساتھ مذاق	محترم واحد صاحب رکونیؒ	45
12	اسلام اور قادریانیت	شاعر اسلام جناب ابراہیم اسماعیل ماما	50

51	حضرت مولانا شیر اللہ صاحب مظاہری	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توبین!	13
54	مولانا مفتی اسماعیل محمد گورا صاحب	مرزا غلام حمد قادریانی کے الہامات اور وحی کی حقیقت	14
60	عبد الرحمن یعقوب باوا	قادیانی دلائل کی حقیقت	15
63	حضرت مولانا شیر احمد عثمانی دیوبندی	مدرس علیہ السلام	16
68	زکیر خانم	قادیانیت اور اسلام	17
72	مولانا سید ابو الحسن علی ندوی	مرزا صاحب کی گالیاں	18
77	پروفیسر محمد الیاس برلن	مرزا صاحب کی مخصوص گالی	19
81	عبد الرحمن یعقوب باوا	مرزا ائمہ قادریانی احادیث کی روشنی میں	20
85	ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری	مرزا صاحب کے عقائد	21
88	علامہ برقلانی	ہماری ڈاک	22
92	ایک مخلص مسلمان	ایک ضروری بات	23
94	فرح مصباح، کراچی	دینِ حق کے سپاہی..... عبد الرحمن باوا	24
95	مولانا سمیل باوا	برطانیہ میں تحفظ ختم نبوت آکٹیویٹی کا کردار	25
98	بنتِ محبت اللہ	مبارکات ختم نبوت	26
102	مولانا سمیل باوا	سیاسی پناہیا ویزا حاصل کرنے کے لیے تبدیلی نہجہ	27
104	شاعر: عقیل دانش	اشعار	28

## برما (رنگون) تازہ ترین صورت حال کا جائزہ

از: مولانا سمیل باوا

جب سے دنیا وجود میں آئی ہے حق و باطل کے درمیان معرکہ آ رائی جاری ہے، خاتم النبیین، نبی آخر الزمان، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری بھی دراصل اسی معرکہ حق و باطل کا ایک سلسلہ ہے، تاریخ کے اور اق کو پلٹیں، ما پی کے درپھوں کو واکریں تو اس حقیقت کا بخوبی ادراک ہو جائے گا کہ دنیا میں اگر کچھ ہے تو وہ یہی سچ اور جھوٹ کی جگ ہے، جس کو لڑتے ہوئے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کوڑے کھائے تھے، جس کی پاداش میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو پس دیوا ریزندان دھکیل دیا گیا تھا، وہ حق ہی تو تھا جس کو بولنے کے جرم میں زیرِ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھیں نکال دی گئیں، حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چہری اُدھیر دی گئی، اُحد کے دامن میں، بدر کے میدان میں، تبوک کی وادی میں، آج بھی ان حق کے متواuloں کی خوشبو آتی ہے، جن کو نیزوں میں پروڈیا گیا، مگر حق پر سے کوئی ان کے یقین کو متزلزل نہ کر سکا۔

جب جب باطل نے اپنا زور دکھایا ہے، اہل حق دیوانہ وار نکلے ہیں اور پھر کون بوڑھا اور کیسا جوان! کون امیر اور کیسا مغلس! ہر ایک نے حق کے لیے اپنا سب کچھ لٹا دیا، باطل کی شان و شوکت حق والوں کا کبھی کچھ نہیں بگاڑ سکی، حق و باطل کے اس معرکے میں اہل حق نے نہ زمیں دیکھی نہ زماں، دجل کی طاقت کی پرواہ تو بھلا ان حق والوں نے کی ہی کب ہے؟ چنانچہ جب قادیان کے بت کدے سے ابلیس کے پیروکاروں نے گمراہی کا پرچار شروع کیا تو مشرق، مغرب، شمال، جنوب، غرض دنیا کے ہر کونے میں

ایک شور پا ہو گیا، اب کی بار باطل ایک طاق تو روپ میں آیا تھا، مگر حق والے بھی کچھ کم نہیں تھے اور پھر ایک ایسے معرکے کا آغاز ہوا، جس نے جرأت و ہمت اور شجاعت کے ان تذکروں کو جنم دیا کہ ایک ایسی داستان بن گئی، جس کی نظیر پیش کر کے آج کے دور کے اہل حق اپنے پیشوؤں کے سامنے سرخ رو ہو سکتے ہیں۔

ہندوستان میں احمدیوں کے لشکر کو اُتلنے کے لیے سرخ احراری کمر بستہ ہو گئے، عطاء اللہ شاہ بخاری احمدیوں کے بت کدوں کے سامنے اذانِ حق دینے لگے، قادیانی بد کے، انہوں نے دنیا کے دیگر خطوں کا رخ کرنا شروع کر دیا اور جب پاکستان میں قادیانیوں کی بساطِ مکمل طور پر پیٹ دی گئی تو ان کے پاس کوئی چارہ بھی نہیں تھا کہ یہ کسی اور زمین کو اپنا تختہ مشق بنائیں، مگر قادیانی شاپید معرکہِ حق و باطل سے ناواقف تھے، چنانچہ یہ جہاں جہاں گئے، وہاں کے اہلِ حق نے ان کے بڑھتے قدموں کو روک دیا، یہی حال قادیانیوں کا برما میں بھی ہوا، جب ہر طرف سے اپنے منہ پر سیاہی مل کر یہ ناکام ٹولہ بر ما پہنچا تو اہلِ حق کی ایک فوج اُن کے استقبال کے لیے موجود تھی۔

برما کے دارالحکومت رنگون میں اہلِ اسلام اور قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کے درمیان پہلا معرکہ ستمبر ۱۹۲۰ء میں ہوا تھا، ہوا کچھ بھی تھا کہ خواجہ کمال الدین نامی قادیانی نے رنگون کے مسلمانوں کو مرتد بنانے اور ”تبليغِ اسلام“، اور ”قرآن کریم“ کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت“، کے نام پر رنگون کے مسلمانوں سے چندہ بٹورنے کا عزم لے کر رنگون کا رخ کیا اور سر عبدالکریم جمال (جو رنگون کا ایک دولت مندر تھا) کے گھر مہمان بنا تو رنگون شہر میں مقیم ”سورتی تاجر“، اور جمیعت علماء کے ذمہ داروں کی دعوت پر مولا نا عبد الشکور لکھنوی بھی تشریف لے آئے اور رنگون شہر میں اہلِ اسلام اور قادیانی پارٹی کے رہنماء خواجہ کمال الدین کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا، پے در پے اشتہار شائع ہوئے، لڑپچر تقسیم ہوئے، جلے منعقد ہوئے، گیا پورا شہر ”ختم نبوت“ سے گونج اٹھا اور قادیانیت اور ان کے عقیدے کے سلسلے میں عام بیداری ہوئی، مسلمان سمجھ گئے کہ قادیانیت دراصل کفر کا نام ہے۔ جمیعت علماء نے خواجہ کمال الدین کو مناظرہ کا کھلا چیخ دیا، خواجہ جی سے نا تو اشتہارات اور لڑپچر کا جواب بن پڑا، نہی مولا نا عبد الشکور لکھنوی کے ساتھ مناظرہ کرنے کی بہت وجہات ہوئی، بلکہ رنگون سے بڑی ذلت و رسائی سے فرار ہوا۔

یہاں اہل حق کا کردار ادا کرنے والوں میں سورتی تاجر پیش پیش تھے، چنانچہ موضوع اہل حق ہیں، لہذا ان سورتی تاجروں کی مختصری تاریخ کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ رنگون کے ”سورتی تاجران“ تقریباً ۱۸۰۰ ایسی صدی عیسوی میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم تاجر کاروبار اور ملازمت و مزدوری کے سلسلے میں برما آئے تھے، ان میں ہندوستان کے صوبہ بھارت ضلع ”سورت“ سے بھی ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی وہاں آئی اور آباد ہوئی۔ رنگون شہر وسطی تجارتی علاقہ میں تقریباً سارا کاروبار ہی ”سورتی تاجران“ کے ہاتھوں میں تھا، انہوں نے ہی رنگون شہر کے وسط میں ایک بڑی مسجد ”سورتی سنی جامع مسجد“ تعمیر کی تھی، مدارس قائم کیے اور ”جمعیۃ علماء“ کی تنظیم بھی قائم کی۔

”سورتی تاجران“ کے کچھ خاندان تقسیم ملک کے بعد مشرقی اور مغربی پاکستان میں بھی منتقل ہوئے تھے اور کچھ برما چلے گئے تھے۔ انہی حضرات میں ایک نمایاں شخصیت عالمی مبلغ ختم نبوت حضرت حاجی عبدالرحمٰن باوا صاحب بھی ہیں۔ راقم الحروف کا تعلق بھی ”سورتی برادری“ سے ہے اور حضرت والد محترم کی پیدائش بھی سورت کی ہی ہے، کچھ عرصہ والد صاحب نے رنگون شہر میں گزارا تھا اور ہمارا خاندان اس وقت سے تجارت کی غرض سے پوری دنیا برما، بنگلہ دیش، پاکستان، برطانیہ، امریکہ اور کینیڈا میں مقیم ہے۔

لاہوری پارٹی کی یہ پہلی یلغار تھی جو مولانا عبدالشکور لکھنؤی اور جمعیۃ العلماء کی جدوجہد کے ذریعہ ناکام بنا دی گئی۔ دوسری بار قادیانیوں کی ” محمودی پارٹی“ نے حضرت والد محترم کے مطابق غالباً ۱۹۵۹ء میں یلغار کی تھی۔ ” محمودی پارٹی“ کے مقامی سربراہ کا نام ”خواجہ بشیر احمد“ تھا، اس نے وہاں کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کا منصوبہ تیار کیا، ماہنامہ ”البشری“، رسالہ رنگون سے جاری کیا۔ اردو اخبارات کے ذریعہ اپنا پروپیگنڈہ کیا، لشیکر کی اشاعت کی۔ اس وقت جمعیۃ علماء برما میدانِ عمل میں آئی، جس کی قیادت مولانا ابراہیم مظاہری، مفتی محمود (مفتی اعظم برما) مفتی اسماعیل گورا، مولانا عبدالولی مظاہری کر رہے تھے۔ حضرت والد صاحب کی عمر ۱۸ سال کی تھی، انہیں علماء کرام کی زیر پرستی میدانِ عمل میں کوڈ پڑے۔ یہیں سے حضرت والد صاحب نے تحفظِ ختم نبوت کے کام کا آغاز کیا تھا۔ آج بھی الحمد للہ اسی ولوں کے ساتھ عظیم مقدس مشن سے وابستہ ہیں اور میدانِ عمل تحفظِ ختم نبوت میں کھڑے

ہیں، دراصل انہیں علماء کرام کی تربیت و توجہ کا نتیجہ تھا کہ جب رنگون شہر میں جمیعیہ علماء کے ذمہ داران نے ”مجلس ختم نبوت“، کی تشکیل کی تو مفتی اسماعیل گورا رحمہ اللہ جیسے جید مفتی کا بحیثیت صدر انتخاب اور حضرت والد صاحب کو ”بجزل سیکرٹری“ جیسا عہدہ دیا گیا۔ پھر علماء کرام کے مشورہ سے حضرت والد صاحب نے ۱۹۶۰ء میں ماہنامہ ”ختم نبوت“ کا اجراء کیا۔ بہر حال برما کے علمائے حق کی اس جدوجہد کے نتیجے میں قادیانیت کی سرگرمیوں کو ناکام بنا دیا گیا۔ انہی ایام میں لاہوری پارٹی کا ایک رکن ”ڈاکٹر این اے خان“، قادیانی تھا، نایبنا ہونے کے باوجود کسی سے مضامین لکھوا کر شائع کر کے تقسیم کرتا تھا، علماء کرام کو خطوط لکھوا تارہتا تھا۔ جب مر گیا تو خفیہ طور پر مسلمانوں کے قبرستان میں اس کے لیے قبر کھودی گئی، اس کو غسل دینے کے لیے ایک منجر کے مذہن صاحب کا انتظام کیا گیا، اس نے علمی میں ”ڈاکٹر این اے خان“، کی لاش کو غسل دیا۔ بہر حال جمیعیہ علماء برما حركت میں آئی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین ہونے نہیں دیا گیا۔ مولانا ابراہیم مظاہریؒ کے حکم پر حضرت والد محترم نے مسلم قبرستانوں کا دورہ کیا اور قبرستان کی کمیٹیوں کے ذمہ داران کو بتایا کہ کسی شخص کی تدفین سے قبل پوری طرح تحقیق کرنا ضروری ہے، تاکہ قادیانیوں کی لاش، مسلم قبرستان میں دفن ہونے نہ پائے۔ قادیانیوں نے نام نہاد تبلیغ کے نام پر وہی ڈرامہ جو پوری دنیا میں اپنی جماعت کے نادان لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے شروع کیا ہوا ہے، ایک بار پھر برما کے دارالحکومت رنگون میں پہلے معمر کے کی ناکامی کے بعد ۱۹۶۹ سال اور دوسرا ناکامی کے ۱۹۷۵ سال بعد مارچ مارچ ۲۰۱۲ء میں قادیانی گروہ نے سیرت کے عنوان پر جلسہ اور اشتہاری مہم اور غریب مسلمانوں کی امداد کے نام اپنی سرگرمیوں کو تیز کر دیا ہے، شاید قادیانی گروہ کو اپنے بادا کی شکست و فرار کی تاریخ یاد نہیں یا وہ بھول گئے ہیں، ایک بار پھر برما میں قادیانی پارٹی ذلت و رسائی کے دروازے کو سٹک دینے جا رہی ہے۔

قادیانیوں کی برما میں تبلیغی سرگرمیوں کے بعد جمیعت علماء برما میں شامل تمام جید علماء کرام شیخ مفتی قاری محمد یوسف اسعدی حظہ اللہ (ناظم جامعہ اسعدیہ، رنگون) مولانا نشس انصحی (ناظم جامعہ صوفیہ، جمیعت علماء اسلام، رنگون) مفتی حافظ یحییٰ سورتی (امام و خطیب سورتی سنی جامع مسجد، رنگون) مولانا محمد یونس صاحب (جامعہ اسعدیہ، رنگون) مفتی محمد جبیل (جامعہ دارالعلوم، رنگون) مفتی نور محمد (امام و خطیب

سورتی سنی جامع مسجد، رنگون) نے قادیانیوں کے بارے میں تازہ متفقہ فیصلہ برما زبان میں جاری کیا ہے، ان علماء کرام نے اس فیصلہ میں کہا کہ قادیانیوں کا عقیدہ واضح طور پر قرآن اور حدیث کے منافی ہے، اس لیے بالاتفاق ملک برما اور دنیا بھر کے علماء اسلام نے قادیانی (احمدی) جماعت کو دائرہ اسلام کے خارج ہونے کا بہت پہلے فیصلہ کر دیا تھا اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے بھی قادیانی (احمدی) جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فیصلہ کر دیا تھا، اس کے باوجود بھی ہر زمانے میں ملک برما کے اکابر علماء اسلام نے قادیانی (احمدی) جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کی اطلاع دیتے آ رہے ہیں اور اس تازہ فیصلہ میں کہا گیا کہ برما میں قادیانیوں کے لیے قبرستان کا الگ ہونا یہ بھی قادیانی جماعت کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کی ایک دلیل اور نشانی ہے۔ پورے برما کے تمام علماء کرام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی پر امن جدوجہد جاری رکھنے کا بھی عزم کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## پیشِ لفظ

از: عبدالرحمن یعقوب باوا  
علیٰ مبلغ ختم نبوت

ماہنامہ ”ختم نبوت رُکون“ کا اجراء اس وقت ہوا جب رُکون برما میں قادیانیوں کی سرگرمیاں شروع ہوئیں، یوں تو رُکون میں قادیانیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی، لیکن لڑپچھر کی اشاعت تک محدود تھی، اس طرح قادیانی گروہ اپنی موجودگی کا احساس دلارہاتھا، یہ بات ۱۹۶۱ء کے دور کی ہے، جب میری عمر تقریباً ۱۸ سال کی تھی۔ برما میں قادیانیت کی دونوں فنوم لاهوری اور ربوائی گروہ کے چند لوگوں کی تھی، لہوری تو شاید ایک دو ہی تھے اور ربوائی تحریک کے لوگ بھی چند افراد پر مشتمل تھے۔

بہر حال جب رسالہ ماہنامہ ”ختم نبوت رُکون“ کا سال مکمل ہونے لگا تو فیصلہ ہوا کہ ختم نبوت رسالے کا ایک خصوصی نمبر شائع کیا جائے۔ زیرنظر جدید رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ وہی ”سالنامہ ختم نبوت رُکون“ ہے، جو ہم نے ۱۳۸۲-۱۴۰۱ھ میں طبع کرا کے اس کی اشاعت کی، الحمد للہ۔ سائز کے حساب سے پہلے بڑا تھا، اب چھوٹے سائز پر طبع کرا کے شائع کیا گیا ہے۔ تقریباً ۵۸ سال پہت گئے میری اس مہم کو، پھر برما میں فوجی انقلاب برپا ہونے پر ختم نبوت کا کام رُک گیا اور میں سابقہ مشرقی پاکستان چلا گیا، جو کہ اب بغلہ دلیش ہے، الحمد للہ! وہاں بھی ختم نبوت کے کام کی توفیق اللہ تعالیٰ نے دی۔

اختم نبوت کے سلسلے میں جن علمائے کرام نے میری سرپرستی کی، ان میں سے چند کے نام لینا چاہوں گا، جمعیۃ العلماء برما کے صدر حضرت مولانا ابراہیم مظاہری عزیز اللہ، مفتی اعظم برما حضرت مولانا مفتی محمود عزیز اللہ، سورتی سنی جامع مسجد رکون کے مفتی مولانا اسماعیل گورا عزیز اللہ، میرے استاذ حضرت مولانا عبدالولی مظاہری عزیز اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان سب علمائے کرام کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

رسالہ ”ختم نبوت رکون“ سالنامہ ۸۲-۱۳۸۱ ہجری جب اس رسائلے کا اجراء ہوا، اور یہ رسالہ حضرت مولانا اللال حسین اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا گیا تو اس موقع پر رسالہ کے بارے مجھے خط لکھ کر انہوں نے جن خیالات کا اظہار فرمایا، وہ حسب ذیل ہیں:

حاماً ومصلیاً

فیض باغ لاہور

۱۱۲ کتوبر ۲۰۱۲ء

خدمت گرامی جناب عبد الرحمن یعقوب با واصاحب

السلام علیکم ورحمة الله

مزاج گرامی! آپ کے مرسلہ رسالہ جامعہ ماہنامہ ”ختم نبوت“، اور ”ختم نبوت سالنامہ“، موصول ہوئے۔ مطالعہ کے بعد دل کی گہرائیوں سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از بیش ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی تردید عظیم اسلامی خدمت ہے۔ دین کا مدار حضور سرور کائنات سید الاولین والا آخرین شفیع المذمین خاتم النبین رحمۃ للعلیمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ”ختم نبوت“ پر ہے۔ ختم نبوت کی حفاظت پورے دین کی حفاظت ہے۔

مسلسل تبلیغی سفر کی وجہ سے عدم الفرست ہوں، تاہم ان شاء اللہ العزیز چند دنوں تک مضمون ارسالِ خدمت کروں گا۔ ختم نبوت ارسال فرماؤں فرمایا کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اس عظیم دینی خدمت کو شرفِ قولیت عطا فرمائے۔  
احقر لال حسین اختر

Lal Husain Akhtar

Main Bazar Bagh Lahore (West Pakistan)

## ”شیخ عبدالرحمٰن باوا اور تحریک ختم نبوت“

از: مولانا سمیل باوا

برماڈا ری

مفتي اسماعيل گورا صاحب عَلِيٰ کا نام بچپن سے بہت سنتا آرہا تھا، فقیر کے ۲۳ دسمبر ۱۹۰۷ء سے ۲۵ جنوری ۱۹۴۵ء تک کے برماکے سفر کے دوران یہ بات دیکھنے میں آئی، کہ رنگون کے مقندر علماء کرام کی زبانوں پر اب بھی حضرت کا نام موجود تھا۔

آپ نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری عَلِیٰ کے دست مبارک سے دستارِ فضیلت اور سند حاصل کی، آپ رنگون میں سورتی مسجد کے قریب مغل اسٹریٹ میں گھر نمبر: ۱۸۲ میں دس سال رہے، اس کے بعد مغل اسٹریٹ ہی کے گھر نمبر: ۲۲ میں رہے۔

آپ بہت نرم مزاج انسان تھے، مگر جہاں دین کا معاملہ ہوتا وہاں نرمی نہیں کرتے تھے، بلکہ حق بات بیانگ دہل کر دیتے تھے، برما میں اپنے زمانہ کے مایہ ناز مفتی تھے، پورے برما میں حضرت کا فتویٰ مقبول تھا۔ فتاویٰ کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے حضرت کو جامع مسجد سورتی کے تحت دارالافتاء میں منصبِ افتاء پر صدرِ مفتی اور مفتیِ عظیم جیسی اہم ذمہ داری سونپی گئی، اور آپ عرصہ دراز تک اس منصبِ عالیٰ پر فائز رہے، آپ بھی اپنے اسلاف کی طرح ممتاز مفتی قرار پائے۔

حضرت مفتی صاحب عَلِیٰ نے مرکزی جمیعت علماء برماکے رکن کی حیثیت سے بھی خدمات انجام

دیں، اور اسی طرح ماہنامہ رسالہ ”دور جدید“ کے ایڈیٹر بھی رہے، قوم میں دینی بیداری پیدا کرنے کے لیے اداری تحریر فرماتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب علیہ نے جہاں اور خدمات انجام دیں، وہاں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادریت کے فتنے سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے سلسلہ میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔

یوں تو قادریت ایک طویل عرصہ سے برما میں اپنی ”ارتدادی سرگرمیوں“ میں مصروف عمل رہی ہے، اور اب بھی جاری ہے۔ اس زمانہ میں علماء کرام اس فتنے کے خلاف پیش پیش تھے، لیکن مفتی صاحب علیہ نے اسے باقاعدہ منظم تحریک کی شکل دینے کے لیے تاریخی کردار ادا کیا۔

اور اس تحریک کے لیے اپنے ایک متحرک و فعال خادم خاص حضرت عبدالرحمٰن با اصحاب کا انتخاب کر کے اُن کو تیار کیا، جب کہ ”مدرسہ شوکت السلام رنگون“ کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مفتی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ان کی عمر صرف سترہ سال تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن با اصحاب نے مفتی صاحب علیہ کی خدمت میں رہ کر تحریک کے تحفظ ختم نبوت کے کام کو باقاعدہ سیکھا اور اپنے اندر صلاحیت پیدا کی۔

حضرت مفتی صاحب علیہ سورتی جامع مسجد کے دارالاوقاع میں اس غرض سے کتابیں خراب نہ ہوں اور دیکھ نہ لگے، ہر سال سخت گرمی کے زمانہ میں حضرت عبدالرحمٰن با اصحاب سے ہی خدمت لیتے، اور مسجد کے چحن میں کتابوں کو پھیلاتے اور اس میں دواڑا لئے کا اہتمام فرماتے۔

حضرت مفتی صاحب علیہ کی کوشش ہی کے نتیجہ میں جمعیت علماء برما کی گمراہی میں ایک ادارہ مجلسِ ختم نبوت کے نام سے ۱۹۶۳ء کو قائم ہوا۔ جمعیت علماء برما نے مجلسِ ختم نبوت کے لیے ایک مجلسِ عالمہ نامزد کی، جس کے صدر مفتی اسماعیل گورا صاحب علیہ، نائب صدر مولانا تقضوداحمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سیکریٹری حضرت عبدالرحمٰن با اصحاب مقرر ہوئے۔

ان کے علاوہ مولانا عبد الوالی مظاہری صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نور محمد رنگونی صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات موجود تھے۔

سب سے پہلے ختم نبوت مرکز رنگون کی بنیاد ڈالی گئی، جو کہ حضرت عبدالرحمٰن با اصحاب کے والد محترم

جناب الحاج یعقوب با اصحاب رحمة اللہ علیہ کی دکان کا ایک حصہ تھا، اسی پتہ پر ماہنامہ رسالہ ”ختم نبوت“ کا اجراء بھی کیا گیا، جس کے نگران اعلیٰ مفتی اسماعیل گورا صاحب عَزَّوَجَلَّ، اور مدیرِ مسؤول حضرت عبدالرحمن باوا صاحب تھے۔

۱۹۶۳ء کے برما انقلاب کے نتیجہ میں مفتی اسماعیل گورا صاحب عَزَّوَجَلَّ کو اپنے وطن راندیر ملٹع سورت سفر کرنا پڑا، اور حضرت عبدالرحمن باوا صاحب نے ایسٹ پاکستان ہجرت کر لی، اور دس سال قیام کے دوران مجلسِ ختم نبوت کی تحریک کو جاری رکھا۔

حضرت عبدالرحمن باوا صاحب کو ایک بار پھر کراچی کی طرف ہجرت کرنی پڑی، کراچی پہنچ کر بھی تحفظِ ختم نبوت کے لیے جدوجہد کو جاری رکھا، اور برما رکون کے بعد پاکستان میں بھی ”ختم نبوت“ کے نام سے پہلا ہفت روزہ رسالہ کراچی سے جاری کرانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

اور پرانی نمائش کراچی میں ختم نبوت مرکز کی بنیاد رکھی، اور شیخ عبدالرحمن باوا صاحب رسالہ ختم نبوت کے مدیرِ مسؤول نامزد کیے گئے۔

بعد ازاں برطانیہ کے علماء کرام کے مطالبه پر اور مفتی احمد الرحمن صاحب عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر لندن تشریف لے آئے۔ لندن میں ختم نبوت مرکز کے قیام کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔

اور برطانیہ بھر میں تسلسل کے ساتھ محنت و مشقت کر کے ایک نہیں، بلکہ دو ختم نبوت کے مرکز قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے، عالمی مبلغ حضرت عبدالرحمن باوا صاحب کی سترہ سال کی عمر سے اب تک ہر دور کی عظیم خدمات نمایاں ہی رہی ہیں۔

مفتی اسماعیل گورا صاحب رحمة اللہ علیہ کی فکر و کوشش کے نتیجہ میں ایسے مضبوط افراد تیار ہوئے، جو ان کی رحلت کے بعد بھی ان کے او را کابر کے مشن کو لے کر چل رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مفتی اسماعیل گورا صاحب عَزَّوَجَلَّ کے اس ختم نبوت کے کام کو صدقہ جاریہ بنائے۔

اور حضرت عبدالرحمن بن یعقوب باوا صاحب کے لگائے گئے، اس پودے کو جواب تن آور درخت بن چکا ہے، تادریق اتم و دام رکھے، آ مین۔

## ہفت روزہ ”ختم نبوت“، کراچی

از: مولانا سعیدیل باوا

آج بعد نمازِ ظہر عالمی مبلغِ ختم نبوت تحریکِ ختم نبوت کے عظیم سپہ سالار حضرت عبدالرحمن باوا صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ: مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو روز اول سے عقیدہ ختم نبوت کے نام اور عقیدہ تحفظِ ختم نبوت کے کام سے ہمیشہ سے تکلیف رہی ہے، نہ ہم ”ختم نبوت“ کے نام سے اور نہ ہی اس کام سے دست بردار ہو سکتے ہیں، مرتے دم تک کرتے رہیں گے، ان شاء اللہ!

اور اُمتِ مسلمہ بھی اپنا فرض اور ذمہ داری سمجھتے ہوئے تحریکِ ختم نبوت کے مشن کو جاری اور کسی بھی صورت میں نام کو باقی رکھنے کی جدوجہد جاری رکھیں۔

تحریکِ ختم نبوت کے اکابرین کی ماضی کی قربانیوں کو کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، قادیانیوں نے اکابرینِ ختم نبوت پر کیسے کیسے جھوٹے مقدمات بنائے، کیا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رض یا تحریکِ ختم نبوت پاکستان کے موقع پر اکابرینِ ختم نبوت پر مقدمات نہیں بنے؟ لیکن وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے، نہ ختم نبوت کے کام سے اور نہ ہی اس نام سے پیچھے ہیں، اور ہمیشہ سرخرو ہی رہے، اللہ تعالیٰ نے غیبی مدد و نصرت فرمائی۔

عالمی مبلغِ ختم نبوت حضرت عبدالرحمن باوا صاحب دامت برکاتہم نے نصف صدی میں جو کام مشنِ ختم

نبوت کے لیے کیا، وہ ایک منای بے بہا ہے، کارکنانِ ختم نبوت کے لیے ایک لازوال دولت ہے، رقم کے لیے ان کے کارناموں کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے، لیکن ایک واقعہ حضرت عبدالرحمن باوا صاحب دامت برکاتہم نے خود بیان کیا، اس لیے قارئین کے لیے پیش خدمت ہے:

”ختم نبوت“ کے نام سے سب سے پہلا رسالہ ”ختم نبوت“ برما رگون ۱۹۶۳ء میں حضرت عبدالرحمن باوا صاحب دامت برکاتہم نے ہی اجراء کیا۔

برما سے پاکستان بھارت کے بعد عالمی مجلسِ تحفظِ ختم نبوت کے اکابرین نے باوا صاحب دامت برکاتہم کا ایک ذمہ دار کی حیثیت سے انتخاب کیا۔

حضرت عبدالرحمن باوا صاحب دامت برکاتہم نے عالمی مجلسِ تحفظِ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ رسالہ ”ختم نبوت“ کے اجراء کے لیے اپنی کوششوں کا آغاز کیا۔ ۱۹۸۲ء میں رسالہ ”ختم نبوت“ کے اجراء کے لیے ڈیکلریشن حکومتِ پاکستان کے ادارے میں درخواست جمع کرتی، متعلقہ افسر نے حضرت عبدالرحمن باوا صاحب دامت برکاتہم سے کہا کہ ”ختم نبوت“ کے نام سے رسالہ کی ڈیکلریشن نہیں دے سکتے، آپ کسی بھی اور نام سے لے لیں، مگر ”ختم نبوت“ کے نام سے نہیں۔

حضرت عبدالرحمن باوا صاحب دامت برکاتہم نے یہ تہییہ کر لیا تھا، کہ عالمی مجلسِ تحفظِ ختم نبوت کا ترجمان رسالہ کا اجراء ہوگا تو وہ صرف ”ختم نبوت“ کے نام سے ہی ہوگا۔

اس ارادہ کی تکمیل کے لیے رسالہ ”ختم نبوت“ کی ڈیکلریشن کی منظوری کے لیے اکابرینِ ختم نبوت کی مشاورت کے بعد ملکی تحریک و مدتی بیانات و فرادراد کے ایک لامتناہی سلسلے کا آغاز ہوا۔

اس کے باوجود حکومتی متعلقہ ادارہؤں سے مس نہ ہوا، عالمی مجلسِ تحفظِ ختم نبوت کے جزل سیکرٹری

حضرت مولانا شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں حضرت عبدالرحمن باوا صاحب دامت برکاتہم نے راجہ ظفرالحق سے ملاقات کی، جو کہ (پاکستان مسلم لیگ (ن) کے چیرین و مؤتمر عالم اسلامی کے سیکرٹری تھے۔ راجہ ظفرالحق کا تعلق راولپنڈی کی تحریک کھوٹہ کے نواحی علاقہ مٹور سے ہے، وہ ۱۹۳۵ء میں مٹور میں پیدا ہوئے، راجہ ظفرالحق نے ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۴ء تک پاکستان مسلم لیگ ضلع راولپنڈی کی جزل سیکرٹری کی ذمہ داریاں نبھائیں اور ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۱ء تک پاکستان مسلم لیگ ضلع راولپنڈی کے صدر رہے۔

ان سے ملاقات کر کے اپنے تحفظات مع رسالہ ”ختم نبوت“ کی درخواست کی فائل پیش کی، تو راجہ صاحب ٹھوڑے حیران بھی ہوئے، کچھ ہی دیر بعد کہا کہ رسالہ ”ختم نبوت“ کے اجراء کے لیے ڈیکلریشن پر دستخط کرنا میرے لیے دنیا و آخرت کے لیے سب سے بڑی سعادت ہے، راجہ صاحب نے فوری رسالہ ”ختم نبوت“ کے اجراء کے لیے دستخط کر دیئے، الحمد للہ!

رسالہ ”ختم نبوت“ کے ڈیکلریشن کی درخواست پر راجہ صاحب کی طرف سے منظوری کے اصل دستخط کی فائل آج بھی حضرت عبدالرحمن باوسااحب دامت برکاتہم کے پاس محفوظ ہے۔  
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مزید ترقی عطا فرمائے اور ڈھیروں قارئین سے نوازے اور حضرت عبدالرحمن باوسااحب کی اس کوشش کو ان کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین یا رب العالمین!

## ختم نبوت کے لیے پہلا قدم

از: مفتی محمود الحسن صاحب

مبلغِ ختم نبوت، برطانیہ

ایک اٹھارہ سالہ صحت مندوخو برونو جوان اپنے والدگرامی یعقوب باوار حمدۃ اللہ علیہ کے قریبی دوست حاجی محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نو مسلم جو کہ پرنٹر پریپر کا کام کرتے تھے، ان کی دکان میں داخل ہوا، یہیل پر پڑی کتاب ”البشری“ کو دیکھا تو پوچھا یہ کونی کتاب ہے؟ تو حاجی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ہندو سے مسلم ہوئے تھے، فرمائے گئے کہ: یہ قادیانیوں کی کتاب ہے۔ یہ نوجوان اس کتاب کو اٹھا کر حضرت مولانا مفتی اسماعیل گورا فاضل دارالعلوم دیوبند کے پاس لے آیا، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے قادیانیت کی تردید فرمائی اور ان کی ارتداوی سرگرمیوں سے آگاہ کیا، تو یہ نوجوان بولا: حضرت! اگر وہ اپنی ارتداوی سرگرمیاں کتابی صورت میں کرتے ہیں، تو ہمیں بھی اس کا جواب کتابی شکل میں دینا چاہیے۔

علمائے کرام تحریر کریں، میں چھاپوں گا۔ پھر علمائے کرام کی میٹنگ ہوئی، حضرت مولانا ابراہیم مظاہری رحمۃ اللہ علیہ، صدر جمیعۃ العلماء برمانے اس کم من اٹھارہ سال کے نوجوان کو جزل یکرٹری بنایا، اس نوجوان نے اپنی پرنٹر پریپر کی دکان کے باہر بورڈ لگایا، جس پر لکھا: ”مجلس تحفظ ختم نبوت“، علماء کرام برما کھتھتے اور یہ نوجوان چھاپتا۔

برما کے بعد چٹا گا گنگ میں ”دفترِ ختم نبوت“، قائم کیا، کراچی میں ”دفترِ ختم نبوت“، قائم کیا، لندن میں ”ختم نبوت“ کے دو دفاتر و مرکز قائم کیے اور آج دنیا نے عالمِ اسلام اس نوجوان کو الحاج شیخ

عبد الرحمن یعقوب با واصاحب کے نام سے جانتی ہے اور آج بھی اسی مشن پر قائم و دائم ہیں، جس پر مولانا مفتی اسماعیل گورا، حضرت مولانا ابراہیم مظاہری رحمۃ اللہ علیہ لگائے تھے۔ ہمیں سعادت ملی کہ ۱۹۶۳ء میں جو تحریر چھپی ”سالنامہ“ کے نام سے، اس کے نگران با واصاحب اور پھر کراچی سے ہفت روزہ ”ختم نبوت“، مسلسل چھپ رہا ہے، اس کے باñی بھی حضرت با واصاحب ہیں، اللہ پاک ان کی زندگی میں برکتیں عطا فرمائے اور مزید تحفظ ختم نبوت کا کام لے، آمین

مفتی محمود الحسن

مبلغ ختم نبوت، برطانیہ

۱۲ جنوری ۲۰۲۱ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## حدیث دل

از: حضرت العلامہ مولانا ابراہیم احمد مظاہری رحمۃ اللہ علیہ

صدر مرکزی جمیعیۃ علماء برما

اسلام کے سوا ہزار کی تاریخ میں اگر سب سے زیادہ کسی فرد یا جماعت نے اس دین الہی کو نقصان پہنچایا تو وہ قادیانیوں کی جماعت ہے، اسلام کی پوری تاریخ آپ اٹھا کر دیکھ جائیے تو آپ کو معلوم ہو گا، کہ دشمنانِ اسلام نے ہمیشہ اسلام کو تباہ کرنے کے لیے جس قسم کے تھیار استعمال کیے ہیں، وہ سب کے سب قادیانیوں کے تھیار کے سامنے ماند ہیں، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی تحریک کو اسلام کے نام سے شروع کیا اور وہ سب کچھ کروڑ لا جس کو مٹانے کے لیے اسلام آیا ہے، یہاں تک کہ انہوں نے ختم نبوت جیسے ایک صریح، واضح اور بدیہی مسئلے کو اس طرح کے فلسفوں اور سفطوں میں اُلجمحا دیا کہ ابھی اچھوں کو متشابہ لگ گیا، مرزا صاحب نے اپنی دشمنِ اسلام تحریک کو سب سے پہلے تبلیغِ اسلام کے نام سے شروع کیا، پھر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مہدی موعود، اس کے بعد مسیح موعود اور سب سے آخر میں نبوت کا دعویٰ کیا، اور یہ سب کچھ انہوں نے اسلام کے نام پر کیا، تاکہ مسلمانوں کو آسانی سے دھوکہ دیا جاسکے، اس کے لیے انہوں نے دور از کارت اولیں، الفاظ کی موشگا فیاں، لفظ اور معنی کا ہیر پھیر، اور روایت و درایت کی بار کیاں پیدا کیں، تاکہ مسلمانوں کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے، کہ دراصل یہ اسلام کو تباہ کرنے اور اسلام سے مسلمانوں کو نکالنے کی تحریک ہے۔

یہ حرہ سوا ہزار سال میں دشمنانِ اسلام کو بالکل نہیں سوچا کہ اسلام کا نام لے کر اسلام ہی کو تین و بن سے اکھاڑ دیا جائے، مسیلمہ کذاب سے لے کر محمد علی باب اور بہاء اللہ تک جتنے جھوٹے نبوت کے مدعا پیدا ہوئے، ان سب نے اپنے آپ کو نئے مذہب کا بانی اور ایک نئے دین کاداعی قرار دیا، اور اپنے فرقے کو اسلام سے الگ ایک فرقہ بتلا یا، چنانچہ آج بھی بابی اور بہائی تحریک ایک الگ فرقے کی حیثیت سے بعض جگہ موجود ہے، لیکن مرزا غلام احمد نے ایسا نہیں کیا، بلکہ انہوں نے قادیانیت کو اسلام کی ایک شاخ بتا کر اسلام ہی کا ایک شعبہ قرار دیا، حالانکہ

- ان کا نبی جدا

- ان کا جبر میں الگ

- ان کا مدینہ قادیان

- ان کی مسجد اقصیٰ قادیان میں

● ان کے ساتھیوں کو اسی طرح صحابی قرار دیا گیا جس طرح محمد ﷺ کے ساتھیوں کو صحابی قرار دیا گیا۔

- ان کا قرآن جدا

- ان کا کلمہ الگ

● اور موجودہ کلمہ میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ“ میں نویز باللہ مدرسول اللہ سے

مراد مرزا صاحب ہیں۔

- مرزا صاحب پر ایمان نہ لانے والا کافر اور بد دین

- جو مرزا صاحب پر ایمان نہیں لایا، وہ مردود، لعین اور جنہی ہے۔

- مرزا صاحب پر ایمان لانے والوں کے علاوہ دنیا کے تمام مسلمان بیک جنبش قلم کافر!

وہ تمام اصلاحات جو قرآن، اسلام، دین اور خود مدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھے، تمام اصلاحات مرزا صاحب نے اپنے اوپر چسپاں کیے اور اس طرح اسلام کے نام اور اس کے لیبل کو اپنے لیے استعمال کیا، کہ بادیِ النظر میں آدمی کو یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اور اسلام میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے لیے جتنے اصطلاحات ہیں، وہ سب کے سب ان کے لیے ہیں، یہ اتنا بڑا فریب اور دجل ہے جس کی مثال اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی، اسی پر اکتفاء نہیں کیا گیا، بلکہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کو اور زیادہ مغالطہ میں رکھنے کے لیے قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کرایا، اور یورپ میں اپنی نبوت کو پھیلانے کے لیے اسلام کا نام استعمال کیا اور تبلیغِ اسلام کا سینٹر کھولا، اور دنیا میں یہ مشہور کرایا کہ وہ اور ان کی امت کے لوگ ہی دراصل اسلام کی خدمت کر رہے ہیں، اس چیز نے مغالطے میں مزید اضافہ کیا۔

سب سے بڑھ کر اپنی اس تحریک کو پھیلانے کے لیے مرزا صاحب نے انگریزی حکومت کی سرپرستی حاصل کی، اس کے زیرِ حفاظت اور اس کی تلوار کے سامنے میں اپنے مذہب کو پھیلایا، برطانوی حکومت کی حمایت اور اس کی سرپرستی کی وجہ سے، بلکہ خود مرزا صاحب کے الفاظ میں ”انگریز کا خود کاشتہ پودا“، بننے کی وجہ سے اس تحریک کو سرکاری دفاتر اور فوج میں بڑی نشوونما لی، خود لندن میں اس تحریک کو بڑی شدیدی گئی، اس طرح یہ تحریک اور زیادہ پھیلی، پھر اس کے پیچھے سرمائے کے جال بچھائے گئے، پر لیں اور لڑیجہ کا زور، پیلی اور پرو پیلینڈے کی طاقت، ان سب نے مل کر اسلام کو بخش و بن سے اکھاڑنے کے لیے مرزا صاحب اور ان پر ایمان لانے والوں کو اور زیادہ موقع دیا، اس طرح جا بجا اپنی شانخیں قائم کیں اور اس کے بعد وہ اپنے دین کو پھیلانے لگے۔

کوئی قادریاں چاہے وہ لا ہوری ہو یا رب وہ والے محمودی قادریاں، جب آپ سے ملیں گے تو آپ سے اسلام کی بتیں کرے گا، اسلام کی خوبیاں، اسلامی تعلیمات کی برتری اور اسلام کے دین کامل ہونے کے اسہاب پر وہ روشنی ڈالے گا، اور وہ فوراً نہیں بتائے گا کہ مرزا صاحب کی امت میں سے ہے، لیکن اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ آپ کو بتائے گا کہ مسلمانوں میں ایک مجدد پیدا ہوا ہے، وہ ہمارے امام ہیں، انہوں نے اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کیں، انہوں نے اسلام کو پھیلانے کے لیے بڑی قربانیاں دیں، ان کی وجہ سے یورپ میں اسلام پھیل رہا ہے اور انہوں نے اتنی کتابیں لکھیں، وغیرہ، وغیرہ۔

بعد میں آہستگی سے کہے گا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ایک نبی ہیں، اور اللہ نے ان کو نبی بنایا ہے، اور پھر مرزا صاحب کی نقی نبوت کے جھوٹے فضائل بیان کرے گا، اس طرح وہ حلق کے نیچے شکر میں لپٹی ہوئی کوئین کی گولی ڈالے گا، پھر اس کو اچھی طرح رام کرنے کے لیے روپے اور پیسے کا لائق

دے گا، اس کے کاروبار کو چلانے کے لیے مالی امداد اور قرضے دے گا، اور آہستہ آہستہ جب وہ پوری طرح کنٹرول میں آجائے گا تو اسے مکمل طور پر قادیانی بنادیا جائے گا، کیونکہ ایک طرف پیسے کی زنجیر، دوسری طرف مالی امداد کی مردوں، یہ سب ملکر اس کو قادیانی بنادے گا!

یہ تو ہوا تصویر کا ایک رخ جس میں اسلام ہی کا نام لے کر وہ تمام کام قادیانی صاحبان کرتے ہیں، جس کو مٹانے کے لیے اسلام آیا تھا اور جن پر عمل کرنے کے بعد مسلمان نہیں رہ سکتا، اور دوسری طرف اپنے قادیانی بھائیوں سے کہیں گے کہ جو لوگ مرزა صاحب پر ایمان نہیں لائے وہ کافر ہیں، ان کے پیچھے نماز مت پڑھو، ان سے شادی بیاہ نہ کرو، ان کے قبرستان میں جنازے دفن نہ کرو، اور ان کے ساتھ اس قسم کا برداشت کرو جس طرح کافروں، مشرکوں اور مرتدوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

دیکھیے! کس قدر خوفناک اور کیسی خطرناک تحریک ہے، ایک طرف اسلام کے نام پر اسلام کو مٹایا جا رہا ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کو کافر و مرتد قرار دیا جاتا ہے، بتائیے! ایسی دشمنِ اسلام اور اسلام کو نجٹ و بن سے اکھاڑنے والی تحریک سو اہم رسالہ کی تاریخ میں کبھی نظر آئی؟!

یہ ہوشیاری کسی دشمنِ اسلام کو بھی نہیں سوچھی، کسی مدعی نبوت کے ذہن میں بھی نہیں آئی، کہ ہم اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کریں اور اس کا نام بھی اسلام ہی رکھیں، یہ جسارت اور یہ دیدہ دلیری آج تک کسی نے نہیں دکھائی، جو گزشتہ نصف صدی سے قادیانی صاحبان کر رہے ہیں اور جس کی داغ بیل مرزا صاحب نے ڈالی۔

ہمارے ملک میں قادیانیت کی دو شاخیں یا ربوہ والے محمودی قادیانی اور لاہوری قادیانی، دونوں کام کر رہے ہیں، اور دونوں کے کام کرنے کا ڈھنگ وہی ہے جو ان کے مرکزوں کا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے برماء کے مسلمانوں کا احساس بیدار ہے اور بہت حد تک وہ اس تحریک سے واقف ہیں، اس لیے قادیانی صاحبان کو خاطر خواہ کامیابی نہیں ہو رہی ہے، ہمیں یقین ہے کہ اگر اسلامیان برمانے اس تحریک کے نقصانات سے اپنی واقفیت جاری رکھی، اور برابر ایسا لثر پڑھتے رہے، جس کی وجہ سے قادیانیت کے بارے میں پوری معلومات حاصل ہوں تو ان شاء اللہ امید ہے کہ مسلمان اپنے ایمان کو بچاسکیں گے۔

پیشِ نظر رسالہ ”ختم نبوت“، جو چند باہم توجہانوں اور حساس اور دیندار مسلمانوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے، یقیناً مبارکباد کے قابل ہے، نہایت بے سروسامانی اور ظاہری اسباب سے عاری ہونے کے باوجود وقار فو قتاً قادریت کے متعلق تھوڑا بہت لٹڑ پچ شائع ہوتا رہتا ہے، ہمیں اُمید ہے کہ مسلمان اس لٹڑ پچ کو پڑھیں گے اور اس کام میں تعاون کریں گے، تاکہ اسلام کے نام سے اسلام پر جو جملہ ہو رہا ہے، اس کی مدافعت کی جائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے دفاع کے لیے مسلسل کام ہوتا رہے۔ ”ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم۔“

ابراهیم احمد مظاہری

۱۲ اگست ۱۴۸۲ھ مطابق ۲۲ اگسٹ ۲۰۰۶ء

دفتر مرکزی جمعیۃ علماء برما

رکون

## مرزا نے قادریانی کی شرافت

از: عبدالرحمن یعقوب باودا

علمی مبلغ ختم نبوت

چند دن ہوئے مرتضیٰ خاں حسن صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ”مجدِ زمان“، نظر سے گزری، اس میں ایک باب میں مرزا صاحب کے اخلاق کے متعلق گفتگو کی گئی ہے، اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب بہت شریف آدمی تھے، لیکن فاضل مصنف نے شاید تصنیف کرتے وقت مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ ضروری نہ سمجھا ہو گا اور یوں ہی لکھتے چلے گئے، اس لیے میں ثابت کروں گا کہ مرزا صاحب کس درجہ کے آدمی ہیں۔

مرتضیٰ خاں صاحب، مرزا صاحب کی تعریف کرتے ہوئے ”مجدِ زمان“ کے مؤلف صفحہ: ۷۵

پر لکھتے ہیں:

”کیا وہ شریف انسان کہلانے کے مستحق نہیں؟“

مرتضیٰ خاں صاحب نے ذرہ بھی مرزا صاحب کے بارے میں غور کیا ہوتا اور پھر سوال کرتے، بلکہ سوال کرنے سے تو بہتر یہ تھا کہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لیتے، خیر! آپ نے مرزا صاحب کی تعریف کی ہے اور اس سوال کا جواب میں دوں گا، تاکہ آپ کو اطمینان ہو جائے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

ا:- ”اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہو گا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بنے

کا شوق ہے۔“

(انوار الاسلام، روحانی خزانہ، جلد: ۹، ص: ۳۱)

۲:- ”یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح مردار کھار ہے ہیں۔“

(انجام آئھم، روحانی خزانہ، جلد: ۱۱، ص: ۳۰۹)

۳:- ”دشمن ہمارے بیانوں کے خزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھتی ہیں۔“

(نجم الہدی، روحانی خزانہ، جلد: ۱۲، ص: ۵۳)

مرتضی خاں صاحب ذرہ غور فرمائیے کہ مرزا صاحب نے ان کی مخالفت کرنے والے مسلمانوں کو کس طرح گالیاں دی ہیں؟

ذرہ غور سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تبلیغی سلسلہ میں طائف تشریف لے گئے، اور طائف والوں نے آپ کو بے طرح ستایا، خون سے تربیز کر دیا، اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے اجازت چاہی، کہ اگر آپ اجازت دیں تو پیاروں کا نگہبان فرشتہ دو پیاروں کے درمیان کی اس بستی اور اس بستی کے رہنے والے ظالموں کو کچل کر رکھ دے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بالکل اجازت نہیں دی۔

اور یہاں مرزا صاحب نے اپنے مخالف مسلمانوں کو گندی گندی گالیاں صرف اس لیے دیں، کہ انہوں نے ان کے نبی، مجدد، محدث، اور مسح موعود ہونے کے باطل دعووں کو تسلیم نہیں کیا۔

اگر مسلمانوں نے انہیں جسمانی تکالیف پہنچائی ہوتیں تو خدا جانے وہ ان کے لیے مزید کتنی

گندی گالیاں تصنیف کرتے؟

پھر آگے مجدِ ذرماں صفحہ: ۲۷ پر لکھتے ہیں:

”اور ڈینوں کے لیے بھی آپ کا سینہ فراخ، اور قلب وسیع تھا۔“

مرتضی خاں صاحب! اگر مرزا صاحب کا قلب اتنا ہی وسیع تھا جتنا کہ آپ ظاہر کر رہے ہیں، تو

پھر مرزا صاحب نے مخالفوں کے لیے ہدایت کی دعا کرنے کی بجائے انہیں گالیاں کیوں دیں؟

آگے پھر مرتضی خاں صاحب، مرزا صاحب کے صبر و تحمل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”معلوم ہوا کہ آپ فی الواقعہ بہت بڑے صابر تھے۔“ (مجدِ ذرماں، ص: ۲۷)

بتابیئے! مرتضی خاں صاحب! آپ کو خود معلوم نہیں تھا کہ مرزا صاحب صابر تھے یا نہیں؟  
لیجئے! میں ہی ثابت کر دیتا ہوں کہ مرزا صاحب صابر بھی نہیں تھے، نہ پچ تھے۔ مرزا صاحب  
نے اپنے منہ سے صبر کی بتیں کہی ہیں، لیکن اس کو عملی جامہ نہیں پہنایا، ملاحظہ ہو: مرزا صاحب فرماتے  
ہیں:

”اور بدی کائیکی کے ساتھ معاوضہ دیں، کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں صبر کے لیے حکم  
فرمایا ہے، اور فرمایا کہ جب تم اہلِ کتاب سے دکھدیئے جاؤ تو صبر کرو، پس جو شخص  
صبر نہ کرے اس کو ایمان سے بہرہ نہیں ہے، سو تم صبر کرو اور مقابلہ سے بچو، جب  
گالیاں سنو تو گالیاں مت دو اور ان کے لیے دعا کرو اور سلطنتِ برطانیہ کا احسان  
یاد کرو، اور حرم کرو، تا تم پر حرم کیا جائے۔“ (نجم الہدی، روحاںی خزان، جلد: ۱۳، ص: ۱۰۰-۱۰۱)

سن لیا آپ نے مرتضی خاں صاحب! مرزا صاحب کو صبر کرنا چاہیے تھا، اور جب مسلمانوں نے  
ان کی مخالفت کی تو انہیں گالیوں کے بجائے دعا دیا چاہیے تھا، مگر مرزا صاحب نے دعا کے بجائے گالیوں  
کی بوچھاڑ کر دی، یہ تھے مرزا صاحب جن کو اپنے اقوالِ عمل کرنا نصیب نہیں ہوا۔

اب قارئین خود فیصلہ کر لیں کہ مرزا صاحب کس درجہ کے آدمی تھے، کیا ایسا آدمی محدث، مجدد،  
نبی، مسیح موعود وغیرہ، وغیرہ بن سکتا ہے؟

آخر میں مرتضی خاں صاحب سے عرض کروں گا کہ آپ نے جو سوال مرزا صاحب کے متعلق کیا  
ہے، کہ کیا ایسا شخص شریف کھلانے کا مستحق نہیں؟ اس کے جواب کے لیے آپ اس مضمون کو پڑھیے اور خود  
جواب دیجئے کہ ایسی گندی گالیاں دینے والے شخص کو شریف انسان کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن  
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

## نبی نبوت کا فتنہ عظیم

از: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ

ایک گروہ جس نے اس دور میں نبی نبوت کا فتنہ عظیم کھڑا کیا ہے، لفظ خاتم النبین کے معنی ”نبیوں کی مہر“ کرتا ہے اور اس کا یہ مطلب لیتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جوانبیاء بھی آئیں گے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگانے سے نبی بنیں گے، یا بالفاظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپ کی مہر نہ لگے وہ نبی نہ ہو سکے گا۔

لیکن جس سلسلہ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس کے اندر رکھ کر اسے دیکھا جائے تو اس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی، بلکہ اگر یہی اس کے معنی ہوں تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں، مقصود کلام کے بھی خلاف ہو جاتا ہے، آخر اس بات کا کیا تسلی ہے کہ اوپر سے تو نکاح نہیں پر مفترضین کے اعتراضات اور ان کے پیدا کیے ہوئے شکوک و شبہات کا جواب دیا جاتا ہے، اور یہاں کیک یہ بات کہہ ڈالی جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں، آئندہ جو بھی نبی بنے گا ان کی مہر لگ کر بننے گا، اس سیاق و سبق میں یہ بات نہ صرف یہ کہ بالکل بے تسلی ہے، بلکہ اس سے وہ استدلال اٹھا کر نزور ہو جاتا ہے جو اوپر سے مفترضین کے جواب میں چلا آ رہا ہے، اس صورت میں تو مفترضین کے لیے یہ کہنے کا اچھا موقع تھا، کہ آپ یہ کام اس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا، اس رسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے، تو آپ کے بعد آپ کی مہر لگ کر جوانبیاء آتے رہیں گے، ان میں سے کوئی اُسے مٹا

دے گا۔

ایک دوسری تاویل اس گروہ نے یہ بھی کی ہے کہ ”خاتم النبین“ کے معنی، ”فضل النبین“ کے ہیں، یعنی نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے، البتہ کمالات نبوت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے ہیں، لیکن یہ مفہوم لینے میں بھی وہی قباحت ہے جو اور پرہم نے بیان کی ہے، سیاق و سباق سے یہ مفہوم بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا، بلکہ اُنہاں کے خلاف پڑتا ہے، کفار و مخالفین کہہ سکتے تھے کہ حضرت، مکتر درجے کے ہی سبی، بہر حال آپ کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے، پھر کیا ضروری تھا کہ اس رسم کو بھی آپ ہی مٹا کر تشریف لے جاتے؟

پس جہاں تک سیاق و سباق کا تعلق ہے، وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خاتم النبین کے معنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے ہی کے لیے جائیں، اور یہ سمجھا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، لیکن یہ صرف سیاق ہی کا تقاضا نہیں ہے، لغت بھی اسی معنی کی مقتضی ہے، عربی لغت اور محاورے کی رو سے ”ختم“ کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

”ختَمَ الْعَمَلَ“، کے معنی ہیں: ”فرغ من العمل“، کام سے فارغ ہو گیا۔

”ختَمَ الْإِنَاءَ“ کے معنی ہیں: ”برتن کا منہ بند کر دیا“، اور اس پر مہر لگادی، تاکہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔

”ختَمَ الْكِتَابَ“ کے معنی ہیں خط بند کر کے اس پر مہر لگادی، تاکہ خط محفوظ ہو جائے۔

”ختَمَ عَلَى الْقَلْبِ“، دل پر مہر لگادی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے، نہ پہلے سے سمجھی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔

”ختَمُ كُلِّ مَشْرُوبٍ“، وہ مزاج کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔

”خاتمة كل شئی، عاقبته و آخرته“، ہر چیز کے خاتمه سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت۔

”ختم الشئی، بلغ آخره“، کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا، اسی

معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

”خاتم القوم آخرهم“، خاتم القوم سے مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی۔

(ملاحظہ ہو: لسان العرب، قاموس، اور اقرب الموارد)

یہاں ہم نے لغت کی صرف تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے، لیکن بات انہی تین کتابوں پر منحصر نہیں ہے، عربی زبان کی کوئی معترض لغت اٹھا کر دیکھ لی جائے، اس میں لفظ ”خاتم“ کی یہی تشریح ملے گی، لیکن مندرجہ ذیل ختم نبوت اللہ تعالیٰ کے دین میں نق卜 لگانے کے لیے لغت کو چھوڑ کر اس بات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں، کسی شخص کو ”خاتم الشعراء“، ”خاتم الفقهاء“ یا ”خاتم المفسرین“ کہنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جس شخص کو یہ لقب دیا گیا ہے اس کے بعد کوئی شاعر یا فقیہ یا مفسر پیدا نہیں ہوا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اس شخص پر ختم ہو گئے، حالانکہ مبالغہ کے طور پر اس طرح کے القاب کا استعمال یہ معنی ہرگز نہیں رکھتا کہ لغت کے اعتبار سے خاتم کے اصل معنی ہی کامل یا افضل کے ہو جائیں، اور آخری کے معنی میں یہ لفظ استعمال کرنا سرے سے غلط فرار پائے، یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو زبان کے قواعد سے ناواقف ہو، کسی زبان میں بھی یہ قاعدہ نہیں ہے، کہ اگر کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے کبھی کبھی مجازاً کسی دوسرے معنی میں بولا جاتا ہو تو وہی معنی اس کے اصلی معنی بن جائیں گے، اور لغت کی رو سے جو اس کے حقیقی معنی ہیں ان میں اس کا استعمال منوع ہو جائے، آپ کسی عرب کے سامنے جب کہیں گے کہ ”جاء خاتم القوم“، تو وہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لے گا کہ قبیلے کا فاضل و کامل آدمی آگیا، بلکہ اس کا مطلب وہ یہی لے گا کہ پورا قبیلہ آگیا ہے، حتیٰ کہ آخری آدمی جو رہ گیا تھا وہ بھی آگیا۔

اسی بناء پر تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کیے ہیں، عربی میں لغت و محاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاک خانے کی مہر کے نہیں ہیں، جسے لگاگا کر خطوط جاری کیے جاتے ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لیے لگائی جاتی ہے، کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے اور نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

## قادیانیت کے دوڑخ!

از: مولانا مفتی اسماعیل محمد گورا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دارالافتاء سورتی جامع مسجد، رنگون

ختم نبوت کے گزشتہ شمارے میں قادیانی فرقہ کے قرآن مجید کے متعلق دوڑخ یعنی ان کے ظاہری و باطنی عقائد لکھے گئے تھے۔ اس اشاعت میں مسلمانوں کے متعلق ان کے ظاہری و باطنی عقائد لکھے جائیں گے۔ ان کا ایک رُخ اور ظاہری عقیدہ حسب ذیل ہے:

۱:- ”ہم اس شخص کو جو لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ“ کا اقرار کرتا ہے

اصولًا مسلمان سمجھتے ہیں، خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو،“

۲:- ”یکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ

صرف ان نیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لائے

ہیں، لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملائیم اور محدث ہیں، گوہ کیسی ہی

جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعتِ مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے

انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔“ (تربیق القلوب، روحانی نزائن، جلد: ۱۵، ص: ۳۳۲، حاشیہ)

مذکورہ ظاہری عقیدہ کے مقابلے میں اس جماعت کے باطنی اور حقیقی عقائد ملاحظہ فرمائیں، جو

ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

۱:- ”قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود

(مرزا صاحب) کو نبی مانتے ہیں۔ اس لیے ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔“

۲:- ”ہر ایک جو مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہو پکا کافر ہے، جو حضرت صاحب کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔“

۳:- ”آپ نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے، مگر مزید اطمینان کے لیے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے، بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا، لیکن ابھی بیعت میں اُسے کچھ توقف ہے کافر ٹھہر اپا ہے۔“ (تَخْيِيدُ الْأَذْهَانِ، بَابُتُ مَا أَپْرِيلَ ۱۹۱۱ء، جلد: ۲، نمبر: ۳، ص: ۱۳۰-۱۳۱)

۴:- ”ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے، کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاو اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔“ (انجام آئُخُم، روحاںی خزانہ، جلد: ۱۱، ص: ۲۲)

۵:- ”پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی، تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مفکر اور مذنب یا متردود کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔“ (تَخْفِيَةُ الْجُنُونِ، روحاںی خزانہ، جلد: ۷، ص: ۲۷، حاشیہ)

۶:- ”سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں؟ فرمایا: پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو، پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر، ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو اور اگر کوئی خاموش رہے، نہ تصدیق کرے اور نہ تکذیب نہ کرو وہ بھی منافق ہے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔“ (ملفوظات، جلد: ۳، ص: ۲۷)

۷:- ”غیر احمدی کے جنازے کے متعلق ہم نے محکمات اور اوصول کو دیکھنا ہے، محکم کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود نبی ہیں بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے ہی نبی ہیں، جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، محکم کیا ہے؟ نبی کا مکفر؟ اول شک هم الکافرون حقاً“ کے فتوے کے نیچے ہے، محکم کیا ہے؟ کافر کا جنازہ جائز نہیں۔“ (افضل قادیانی، مؤرخہ: ۱۹۱۵ء، جلد: ۲، نمبر: ۱۲۲ و ۱۲۳، ص: ۲، کالم: ۱)

۸:- ایک شخص نے دریافت کیا کہ احمدی کی بیوی فوت ہو جائے اور اندر یشہ ہے کہ غیر احمدی اس کا جنازہ نہ پڑھیں گے، مگر تمام گھر کے آدمی احمدی ہوں اور بیوی مذکور نے بیعت نہ کی ہو تو اس کے جنازے کا کیا حکم؟ فرمایا: جس کا ایمان کامل نہیں ہوا، اس کے جنازے کا کیا فائدہ؟“ (الفضل قادیان، مؤرخہ: ۲۶ اپریل، ۱۹۱۵ء، صفحہ: ۲، کالم نمبر: ۱)

۹:- ”بیز مسیح موعود کو احمد بنی اللہ نہ تسلیم کرنا اور آپ کو اُمتی قرار دینا یا اُمتی گروہ میں داخل سمجھنا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں اُمتی قرار دینا اور امتوں میں داخل کرنا ہے، جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔“

(الفضل قادیان، مؤرخہ: ۲۹ جون، ۱۹۱۵ء، جلد: ۳، نمبر: ۳، صفحہ: ۷، کالم نمبر: ۱)

۱۰:- ”پس ایک اُمتی کو ایسا نبی قرار دینے میں کوئی محدود لازم نہیں آتا، بالخصوص اس حالت میں کہ وہ اُمتی اپنے اسی نبی متبع سے فیض پانے والا ہو۔“ (پھر آخر میں درج ہے کہ) ”ایک اُمتی کو اسی طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے۔“ (براہین احمدی، روحانی خزان، جلد: ۲۱، ص: ۳۰۶)

قارئین سے درخواست ہے کہ قادیانی جماعت کے مذکورہ دونوں رُخ یعنی ان کے ظاہری اور باطنی عقائد کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ کیا اس جماعت کے نفاق میں آپ کو اب بھی شک رہتا ہے، آئیے! ہم ان کے عقائد پر تفصیلی نظر ڈالیں۔

تریاق القلوب میں جو عقیدہ لکھا گیا ہے جو اوپر نمبر ۲ ظاہری عقیدے کے تحت درج ہے، یہ عقیدہ اور باطنی عقیدہ کے تحت میں پہلی عبارت کیا صریح ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہے؟ اور ان عقائد سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت مسلمانوں کو کافر ہی سمجھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے پیچھے ان کی نماز جائز نہیں ہوتی، قادیانی جماعت کا عمل بھی ان کے باطنی عقائد پر ہے، اسی لیے کوئی قادیانی مسلمانوں کی کسی مسجد میں آ کر نماز نہیں پڑھتا، رکون اور برمائے قادیانی حضرات اس کا عملی ثبوت ہیں، کہ کبھی کسی قادیانی کو مسلمانوں کی مسجد میں مسلمان امام کے پیچھے نماز پڑھتے نہیں دیکھا گیا، اگر کوئی قادیانی منافقانہ طریقہ پر کبھی کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھے گا بھی تو گھر میں جا کر اس کا اعادہ کر لے گا۔

باطنی عقائد کے تحت میں نمبر: ۳ تو بالکل صاف طور پر غیر قادریانی کو کافر ٹھہرا تا ہے، یہاں مسلمانوں کے ان افراد سے بھی جو قادریانی کو کافر قرار دینے میں تردید کرتے ہیں، یہ سوال کروں گا کہ کیا مذکورہ عقائد کی روشنی میں بھی آپ اس جماعت کو مسلمانوں میں شامل سمجھیں گے؟ جبکہ یہ جماعت خود تم کو کافر کہتی ہے، بلکہ تمہارے پیچھے نماز پڑھنے کو اپنی نماز ضائع کرنا سمجھتی ہو اور تمہارے جنازہ تک کی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتی، پھر بھی تم ان کو مسلمان ہی شمار کرو گے؟

عقائد مندرجہ بالا میں نمبر: ۹ اور نمبر: ۱۰ میں بھی عجیب لفڑا ہے، نمبر: ۹ میں تو مرزا صاحب کو امتی میں شمار کرنا کفر عظیم بتایا ہے اور نمبر: ۱۰ میں خود کو امتی کہنے میں فخر کیا جاتا ہے، تو کیا خود اپنے ہی قول سے مرزا صاحب کفر عظیم کے مرتب نہیں ہوتے ہیں؟

مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ اس جماعت کے فریب سے باخبر ہیں، ان کا کوئی فرد بھی آپ سے کسی دینی مسئلہ پر بحث کرے تو سب سے پہلے اس سے سوال کیجئے کہ مسلمانوں کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ اگر وہ اپنا ظاہری عقیدہ بتائے تو آپ ان کے سامنے مذکورہ دس باطنی عقائد مسلمانوں کے متعلق پیش کر کے یہ سوال کیجئے کہ تمہارا کون سا عقیدہ صحیح اور حقیقی ہے؟ آیا ظاہری یا باطنی؟ اگر وہ باطنی عقائد کے متعلق ادھر ادھر کی تاویلات یا پھر مرزا صاحب کے دوسراے اقوال پیش کرنا شروع کریں، تو ان کو وہ ہیں روک دیا جائے اور یہ پوچھ لیا جائے کہ پہلے مذکورہ دونوں قسم میں سے کسی ایک قسم کے عقیدے کی تصدیق یا تکذیب کرو تو پھر ہم دوسری بات ماننے کے لیے تیار ہوں گے، اصل حقیقت یہ ہے یہ جماعت اس وقت مسلمانوں میں وہی کام کر رہی ہے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقین کی جماعت کرتی تھی، یعنی جب یہ لوگ مسلمانوں سے ملتے ہیں یا کسی مسلم آبادی میں پہنچ جاتے ہیں، تو شروع میں خود کو مسلمانوں کا خیرخواہ اور اسلام کے سچے پیروکی حیثیت سے پیش کرتے ہیں، اور اس وقت اپنے ظاہری عقائد مسلمانوں کے سامنے بیان کرتے ہیں، جب ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ مسلمان اب ہم کو بھی اسلام کا سچا خادم سمجھنے لگا ہے، تو آہستہ آہستہ اپنے باطنی عقائد کو اُلٹی سیدھی دلیل پیش کر کے اسلام کے صحیح عقیدے سے بدظن کر دیتے ہیں، اور اس طرح رفتہ رفتہ ایک اچھے خاصے مسلمان کو گمراہی کے گڑھے میں جھوک دیتے ہیں، آخر میں قادریانی جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس منافقت کو چھوڑ کر اس

اسلام کو اختیار کیجئے، جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے اور اپنے مزعم محمد مسیح کے اقوالی جو ایک دوسرے کے بالکل مخالف اور ضد ہیں اسے چھوڑ دیجئے، اگر آپ واقعی آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہیں تو مسلمانوں کی طرح ایمان لانا چاہیے۔ مرزا صاحب کے الہامات اور وحی اگر سچے اور خدا کی طرف سے ہوتے تو اس میں اس قدر اختلاف نہ ہوتا، اس لیے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”لو کان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً.“، یعنی یہ قرآن مجید اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا نازل کیا ہوا ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا، لہذا معلوم ہوا کہ جو کلام اختلاف کثیرہ کا حامل ہو، وہ اللہ کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اور مرزا صاحب کے الہامات اور وحی اس تدریج مختلف اور ایک دوسرے کی ضد ہیں، جس کی کوئی حد نہیں، اس لیے اتنے اختلاف والے الہامات اللہ کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتے، اسی اشاعت میں مرزا صاحب کے الہامات کی حقیقت کے عنوان کے ماتحت ان اختلافات کو بتایا گیا، جس کو پڑھ کر قادیانی حضرات خود بآسانی فیصلہ کر سکیں گے، کہ ایسے مختلف الہامات اللہ کی طرف سے ہو سکتے ہیں یا کسی اور کی طرف سے؟ یہ اور کون ہے؟ یہ خود قارئین فیصلہ کر سکتے ہیں۔ فقط ”وما علينا إلا البلاغ“

## سب سے خطرناک فتنہ!

از: مولانا احمد اشرف صاحب راندیری رحمۃ اللہ علیہ  
مہتمم مدرسہ اشرفیہ، راندیر، ضلع سوات

اہل بصیرت حضرات پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ فتنہ قادیانیت مسلمانوں اور ممالک اسلامیہ کے لیے بعض حیثیتوں میں تمام پرانے فتنوں سے زیادہ خطرناک ہے، اس فرقہ کی تاریخ اور بنی فرقہ مرزا غلام احمد کے اپنے بیانات اس پر شاہد ہیں، وہ حقیقت یہ ایک پوئیٹ کل جماعت ہے جس کو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے، مسلمانوں کو اصولی اسلام سے ہٹانے، انگریزوں کی پوری اطاعت پر مجبور کرنے، ممالک اسلامیہ میں فساد برپا کرنے کے لیے انگریزوں کی جعل سازی سیاست نے جنم دیا ہے، مگر مسلمانوں میں یہ وسو سے صرف مذہبی لباس میں کارگر ہو سکتے تھے، اس لیے شروع سے تبلیغ اسلام کا نام دے کر اس فرقہ کو کھڑا کیا گیا، مرزا غلام احمد نے پہلے پہلے اپنے آپ کو صرف ایک مبلغ اسلام کے نام سے پیش کیا، اسلام کے مخالف مذاہب کے مقابلے میں چند رسا لے اور کتابیں تحریر کر کے مسلمانوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی، اس کے بعد تدریجی طور پر مجدد، مہدی، محدث، وغیرہ کے دعووں کا سلسلہ چلتا رہا، مسلمان قوم اپنی پرانی فطرت کے مطابق خدمت اسلام کے نام پر اُن کا شکار ہوتی گئی، کیونکہ مجذد یا محدث یا مہدی ہونا کسی مسلمان کا کچھ مستبعد یا شرعی قواعد سے ناجائز نہ تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا گرا ہوا کیر کیٹر اور معاملات میں کھلا جھوٹ لوگوں پر ظاہر ہونا شروع ہوا، سمجھدار اور دیندار طبقہ پہلے ہی سے ان سے بیزار ہو گیا، لیکن دوسری طرف کچھ جاہل اور صاحب علم ان کے جال میں پھنس گئے، جو ان کے ہر دعوے کی تصدیق اور تائید کے لیے کمرستہ نظر آتے تھے۔ مرزا صاحب کا حوصلہ بڑھا اور نبوت کا دعویٰ شروع ہوا، ابتداء میں مسح موعود بنے، پھر دبے دبے لفظوں میں بروزی، مجازی، لغوی وغیرہ تاویلات کی آڑ لے کر

نبوت کے دعوے کرتے گئے، اور جب جال میں پھنسنے ہوئے لوگوں نے اس کو بھی مان لیا تو کھلے طور پر  
نبوت، رسالت، شریعت، وحی سمجھی کچھ ان کے دعووں میں صاف طور پر شامل ہو گئے۔

### فتنه مرزا سیت اور علمائے امت

حق پرست علماء امت کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ کسی مسلمان کی زبان و قلم سے کوئی عقیدہ کفر یہ  
ظاہر ہو تو اس پر کافر کا فتویٰ لگانے میں جلدی نہ کرے، بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے، اس کے کلام کی  
تاویل کر کے اس کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں، اور جب تک وہ خود اپنی مراد کو اس طرح واضح نہ کر دے جس  
میں تاویل نہ چل سکے، اس وقت تک اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے ہیں، مرزا قادیانی کے بارے میں بھی  
ان حضرات کا یہی طریقہ رہا، جب تک اس نے صاف اور صریح طور پر نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ مہدی،  
محمد، مسیح موعود کہتا رہا، اگرچہ ان دعووں سے بھی دعویٰ نبوت کی بوآتی تھی، لیکن علماء نے کافر کا فتویٰ  
لگانے سے اس وقت تک گریز کیا جب تک اس نے ظاہر اور صریح طور پر اپنے دعووں میں نبوت،  
رسالت، وحی، شریعت کا صاف طور سے اظہار و اعلان نہ کیا، لیکن جب کہ اس نے ظاہر میں اپنی نبوت کا  
اعلان کر دیا تو تمام علماء ہند نے متفقہ طور پر مرزا کے کافر ہونے کا اعلان کر دیا، اس کی مثال کے لیے ہم  
ایک رسالہ "القول الصحيح في مكائد المسيح" پیش کر سکتے ہیں، جس میں ہندوستان کے ہر  
صوبے اور ضلع کے سینکڑوں علماء کی تصدیق موجود ہے، دوسری جانب خود مرزا صاحب کے قول کے  
مطابق.....

"یہ انگریزوں کا خود کا شستہ پودا، اب انگریزوں ہی کے سامنے میں پھولنے پھلنے لگا تھا، ان کی  
تبليغ کا رُخ اب غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام سے ہٹ کر خود مسلمانوں کو کافر بنانے کی جانب مڑ گیا، علماء  
اسلام سے مناظروں کے چیلنج شروع ہوئے، مناظروں میں ہر جگہ شکست فاش ہونے کے باوجود اپنی فتح و  
کامرانی و نصرت کے راگ الاضنے کو اپنی زندگی کا شعار سمجھ لیا، پروپیگنڈے کی دنیا میں انگریزوں کی  
حمایت سے ایک مقام حاصل کر لیا، لیکن ایسا کر کے ان کا دھوکا اور فریب ہندوستانی مسلمانوں پر روزہ  
روشن کی طرح عیاں ہو گیا! جب یہاں کی ہوا راس نہیں آئی تو اسلام اور مسلمانوں سے دور یورپ میں

جا کر تبلیغ اسلام کا نقاہہ بجا یا، اسلامی قباء کی دھیاں اڑا کر کے ہوا پرست یورپین ہندزیب سے اس کو سدھارنے کی ناکام کوشش شروع کر دی، قرآن مجید میں تحریف کر کے مغرب زده اقوام کو خوش رکھنے کی کوشش کی، ایک طرف یورپ میں اسلام کے نام سے دوسری طرف ہوائے نفسانی کے مطابق، اسلام سے ہمارا جدید تعلیم یافتہ طبقہ دام فریب میں آنے لگا۔

”رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی“

ان چالاکیوں اور انگریزوں کے لطف و کرم کے سہارے یہ جماعت زور پکڑتی گئی، اب اس کے پودے لگانے والوں کے لیے پھل حاصل کرنے کا وقت آگیا کہ مسلمانوں میں رہ کر تفرقہ ڈالیں اور ان کو انگریز کی اطاعت پر لگا دیں، چنانچہ ۱۹۱۳ء کی جنگ عظیم میں اس پارٹی نے پورا حق نمک ادا کیا۔ مرزا محمود نے اپنے خطبہ جمعہ قادیانی میں خود کہا ہے کہ:

”عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بھائے اور میری (میاں محمود کی)“

”تحریک پسینکٹروں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے۔“

(الفصل قادیانی، ۱۹۱۳ء، نمبر: ۱۱، جلد: ۱، ص: ۸، کالم: ۱)

انگریزوں نے اس جنگ میں عراق کو مسلمانوں سے فتح کیا تو جہاں پورے عالم اسلام میں صفائتم بچھی ہوئی تھی، وہیں قادیانی میں خوشیاں منائی جا رہیں تھیں، چراغاں ہو رہے تھے۔ خود مرزا صاحب کے الفاظ میں سنیے:

”حضرت مسیح موعود (مرزا) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ

برطانیہ میری وہ تواری ہے جس کے مقابلے میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب

غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نا ہو۔“

(الفصل قادیانی، ۱۹۱۸ء، دسمبر، جلد: ۲، نمبر: ۲۲، ص: ۹، کالم: ۲)

۷ نومبر انجمن احمد یہ برائے امداد جنگ کے زیر اہتمام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح الشان گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یادگار جشن منایا گیا، نمازِ مغرب کے بعد دارالعلوم اور قصبه میں روشنی اور چراغاں کیا گیا۔ (الفصل قادیانی، ۱۹۱۸ء، دسمبر، جلد: ۲، نمبر: ۲۱، ص: ۱، کالم: ۲)

منارۃ امتح پر گیس کی روشنی کی گئی۔ اس سے احمد یہ پلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی ہے جو اُسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہے۔ (الفضل قادیان، ۳ دسمبر ۱۹۱۸ء، جلد: ۲، نمبر: ۲۱، ص: ۲، کالم: ۲)

اس جگ عظیم میں مرزا ای امت نے انگریزوں کا حق نمک ادا کیا۔ ۱۹۱۹ء میں جگ عظیم ختم ہوئی تو اسلام کی غدار اور انگریزوں کی وفادار اس امت مرزا کو کچھ صلم ملنا تھا، حکومت برطانیہ کی مزید حمایت اور تائید کے ساتھ اس نے مسلمانوں کے خلاف زور دکھانا شروع کیا، اور مرزا کی نبوت کی جانب عام مسلمانوں کو دعوت اور نہ قبول کرنے والے سارے جہاں کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔

### مسلمانان عالم کی تکفیر

مرزا قادیانی کا دوسرا صاحبزادہ مرزا بشیر احمد قادیانی اپنے رسالہ کلمۃ الفضل، صفحہ نمبر: ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ:

”ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا ہے، یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے، مگر محمدؐ کو نہیں مانتا ہے، یا محمدؐ کو تو مانتا ہے، پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نا صرف کافر بلکہ پا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

”جس طرح موسیٰ کے وقت میں موسیٰ کی آواز اسلام کی آواز تھی اور عیسیٰ کے وقت میں عیسیٰ کی اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اسلام کا صور تھا، اسی طرح آج قادیان سے بلند ہونے والی آواز بھی اسلام کی آواز ہے۔“

(الفضل قادیان، مؤرخ ۲۷ مئی ۱۹۲۰ء، جلد: ۷، ص: ۹۰، نمبر: ۳)

مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان انوار العلوم، جلد: ۳، ص: ۱۳۸ میں تحریر کرتے ہیں:

”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدائے تعالیٰ کے ایک بنی کے مکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں۔“

”غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور ان کے لیے دعائے مغفرت جائز

نہیں۔“

(الفضل قادریان، یغوری ۱۹۲۱ء، ج: ۸، نمبر: ۵۹، ص: ۲، کالم: ۱)

الغرض اس وقت مرزائی امت نے تمام مسلمانوں کے خلاف ہر طرح کی زبان درازی انبیاء علیہم السلام کی توجیہ، اپنی نبوت و رسالت کا اعلان جامبا شروع کیا۔  
اب وہ احادیث ملاحظہ فرمائیے جو ختم نبوت کے متعلق ہیں جن کو دیکھ کر کوئی منصف مزاج بھی نہیں کہہ سکتا کہ ابھی نبوت باقی ہے:

۱:- ”سعد بن ابی وقارؓ سے مردی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ تو میرے لیے بخوبی ہارون کے ہے موسیؑ سے، مگر میرے بعد کوئی بھی نبی نہیں ہو گا۔“ (بخاری، مسلم)

حدیث ”لا نبی بعدی“، تقریباً ۲۲ طرق سے مردی ہے، لہذا یہ حدیث حکماً حدیث متواتر ہے، حدیث متواتر کا انکار کفر جلی ہے، لہذا مرز اصحاب مدعا نبوت بن کر مرتد و کافر ہوئے۔

۲:- ”حضرت ابو هریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء علیہم السلام سے ہرچھے باتوں میں فضیلت دی گئی ہے:

۱:- فتح و بیان کلام سے ۲:- نصرت رعب سے ۳:- مال غنیمت میرے لیے حلال کیا گیا۔ ۴:- تمام زمین میرے لیے پاک کی گئی اور ہر جگہ نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی۔ ۵:- مجھے تمام کائنات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ ۶:- اور مجھ پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا گیا۔“ (مسلم)

اس حدیث شریف میں اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا کہ مجھے تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر ایسا کامل دین آچکا ہے کہ کسی اور دین کی حاجت و ضرورت نہیں۔ مرز اکوہی نبی مان سکتا ہے جو دین اسلام اور قرآن پاک چھوڑ کر ایک نیا دین و مذہب اختیار کرنا چاہتا ہو۔

۳:- ”حضرت انسؓ ابن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت و نبوت دونوں ختم ہو چکے ہیں۔ نہ میرے بعد کوئی رسول ہو سکتا ہے، نہ کوئی نبی۔“ (ترمذی)

اس حدیث شریف میں صاف طور سے اعلان فرمادیا گیا کہ نبی کی ضرورت باقی ہے اور نہ کوئی نبی و رسول آ سکتا ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کو آنا ہوتا تو سر کاری دو عالم یہ اعلان نہیں فرماتے۔ اگر کوئی بد جنت نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کی تکذیب کرتا ہے جو کفر کا سبب ہے۔

۲:- ”حضرت ابی امامہ باہلیؓ سے مردی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت۔“ (من منتخب الکنز، ص: ۳۱)

نیزان سے یہ بھی مردی ہے کہ:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ججۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ: اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نمازیں پڑھو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، خوشی سے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

(منتخب الکنز علی ہامش مندادحمد، ص: ۳۹۱، جلد: ۲)

نیزا بن زملؓ سے روایت ہے کہ:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔“ (لیہیقی)

معزز قارئین کرام! خدار اذرہ غور تو فرمائیں کہ جہاں اور جس مکان میں صدیقین اور فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم المرتبت ہستیاں اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی علم و حیا سے پُر شخصیتیں نہ داخل ہو سکیں اور نہ ہی دخول و شمولیت کی ضرورت تھی، بھلا وہاں انگریز کا خود کاشتہ پوکس طرح داخل ہو سکتا ہے؟!

## قرآن کے ساتھ مذاق

از: محترم واحد صاحب رگوئی رحمة اللہ علیہ

مرزا غلام احمد قادریانی نے قرآن حکیم کے ساتھ جس نوعیت کا مذاق کیا ہے، اس کی کئی مثالیں ختم نبوت کے گزشتہ شماروں میں قارئین ملاحظہ فرمائے ہیں، اب مزید ان کے الہامات اور قرآن پاک کے ساتھ مذاق اور اس میں تحریف و تفسیح کرنے کے چند نمونے پیش کرتا ہوں، ان پر غور کیجئے اور انصاف حق کی نظر سے جانچئے تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا، کہ مرزا صاحب کا نبی، مسیح موعود اور مہدی زماں ہونا تو کجا، وہ تو ایک ادنیٰ مسلمان بھی کہلانے کے لائق ہے؟

### غلط نسبت!

مرزا صاحب اپنی مشہور تصنیف براہین احمدیہ، روحانی خزان، جلد: ۱، ص: ۳۵۲، حاشیہ: ۱) پر لکھتے ہیں کہ: ”ایک ہندو آریہ..... مرض دُق میں بیٹلا تھا..... میرے پاس آ کر اور اپنی زندگی سے نا امید ہو کر بہت بے قراری سے رویا..... میں نے حضرت احادیث میں اس کے حق میں دعا کی، اس کے لیے دعا کرنے کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا: ”فُلَّا يَا نَارُكُوْنِي بَرُّدًا وَسَلَامًا“، یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ تو سردارِ سلامتی ہو جا۔

دنیا کے کروڑ ہا مسلمان خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن پاک کی یہ مشہور و معروف آیت

یعنی ”قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدَا وَسَلَامًا“ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نازل ہوئی تھی، لیکن مرزا صاحب نہایت بے باکی کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت ایک دق زده ہندو آریہ کے حق میں نازل ہوئی اور یہ الہام ان پر ہوا، بتائیے ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا فیصلہ ہے؟ جو قرآنی آیات کو اس طرح غیر صحیح طریقے سے پیش کرتے ہوں۔

### دوسری مثال

قرآن پاک کی ”وَاسْتَعِنُوا بِالصَّابِرِ وَالصَّلُوٰةِ“ (پ: ۲، رکوع: ۱۸) اور ”وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مَصَلَّى“ (پ: ۱، رکوع: ۱۷) کے متعلق مرزا صاحب براہین احمدیہ، روحانی خزان، جلد: ۱، ص: ۲۰۸، پہلی فصل، حاشیہ در حاشیہ نمبر: ۳ میں لکھتے ہیں:

”پھر اس کے آگے یہ الہام ہوا کہ ”وَاسْتَعِنُوا بِالصَّابِرِ وَالصَّلُوٰةِ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مَصَلَّى“ اور صبراً اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد چاہو اور ابراہیم کے مقام سے نماز کی جگہ پکڑو۔ اس جگہ مقام ابراہیم سے اطلاق مرضیہ اور معاملہ باللہ مراد ہے، یعنی محبتِ الہیہ اور تقویضِ رضا اور وفا یہی حقیقی مقام ابراہیم ہے۔“

دیکھا! آپ نے مقام ابراہیم کا من گھڑتِ مفہوم، قرآن حکیم کے پارہ: اوپارہ: ۲ کی دو مختلف آیتوں کو یکجا کر کے مرزا صاحب کہتے ہیں یہ مجھ پر الہام ہوا ہے، حالانکہ سارے مسلمان جانتے ہیں، مذکورہ آیتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھیں اور مرزا صاحب اپنی طرف غلط نسبت کر رہے ہیں، اور ترجمہ و مطلب بھی حقیقت سے کتنا دور ہو گیا ہے۔

### تحریف کی مثال

مرزا صاحب براہین احمدیہ، روحانی خزان، جلد: ۱، ص: ۲۱۰، حاشیہ: ۳ پر لکھتے ہیں:

”شَاتَانٌ تَذَبَّحَانِ وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانِ“ یعنی دو بکر یا سذج کی جائیں گی اور

زمیں پر کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے نجیج گا، یعنی ہر ایک کے لیے قضاۓ و  
قدر در پیش ہے اور موت سے کسی کو خلاصی نہیں۔“

سورۃ الرحمٰن کی اس مشہور آیت سے کون مسلمان ناواقف ہے کہ ”مُكْلُ مَنْ عَلَيْهَا فَانِ“، لیکن  
مرزا صاحب کی بے باکی دلکشی کے اس آیت کے ساتھ وزن ملاتے ہوئے ایک جھوٹ گڑھ لیا کہ ”شَاتَانٍ  
تَدْبِحَانِ“، اور قرآنی آیات کے ساتھ جوڑ دیا (کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی) یہ قرآن میں تحریف اور  
قرآن پر حملہ اور کلام اللہ کے ساتھ صریح مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا مسلمانانِ عالم یہ برداشت کر سکتے  
ہیں، کہ ان کی آنکھوں میں دھول جھوٹ کر کوئی فرد قرآنی آیات کے ساتھ اس طرح کا مذاق کرے؟

### ایک اور مثال!

مرزا صاحب براہین احمدیہ، روحانی خزانہ، جلد: ۱، ص: ۲۵۰، حاشیہ در حاشیہ: ایں لکھتے ہیں:

”اور لوگوں کی عدم توجیہ سے طرح طرح کی دقتیں پیش آئیں اور مشکل حد سے  
بڑھ گئی تو ایک دن مغرب کے خداوند کریم نے یہ الہام کہا: ”هُنْزِيْ إِلَيْكِ بِجزْعِ  
النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا“، سو میں نے سمجھ لیا کہ یہ تحریک اور تغییر کی  
طرف اشارہ ہے کہ بذریعہ تحریک کے اس حصہ کتاب کے لیے سرمایہ مجھ ہو گا۔“

قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ آیت یعنی ”وَهُنْزِيْ إِلَيْكِ بِجزْعِ  
النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا“ (پارہ: ۱۶، رکوع: ۱) حضرت مریم علیہ السلام کی شان میں نازل  
ہوئی، لیکن مرزا صاحب اس آیت کو بھی اپنی جانب منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ الہام ان کی  
کتاب کے بارے میں ہوا ہے۔ کیا قارئین اب بھی ایسے شخص کو مسلمان سمجھیں گے؟

اس اقتباس میں مرزا صاحب کا ایک عقیدہ بھی طشت از بام ہو گیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ مرزا  
صاحب کے خدا کئی ہیں اور ہر ہر سمیت کا خدا الگ الگ ہے، اسی لیے تو وہ لکھتے ہیں کہ ”مغرب کے خداوند  
کریم“، نے یہ الہام کیا ہے، اب قارئین آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ جس شخص کے مغرب کا خداوند الگ ہو اور

شرق کا دوسرا، تو ایسے شخص کو کیا کہا جائے؟ کیا یہ قرآن کے ساتھ مذاق کرنا نہیں ہوا؟

### مکہم پر الہام

مرزا صاحب کو کبھی بھی بیک وقت چار زبانوں میں الہام ہوتا تھا اردو، عربی، فارسی، انگریزی اس کا ایک نادر نمونہ ملاحظہ فرمائیجے:

براہین احمدیہ، روحانی خزانہ، جلد: ۱، ص: ۲۲۳، حاشیہ در حاشیہ: ۳ اور ص: ۲۶۳، حاشیہ: ۳ پر لکھتے ہیں:

”بخارام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمد یاں بر منار بلند تر تھام افتاد۔“ (فارسی)

”پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار، خدا تیرے سب کام درست کر دے گا۔ رب الافاج اس طرف توجہ کرے گا، اس شان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“ (اردو)

”دی ڈیزشل کم و بین گا ڈشل ہیلپ یو۔“ (انگریزی)

”گلوری بی ٹو دس لارڈ، گوڈ میکر آف ار تھ اینڈ ہیون، آئی لف یو، آئی شل گیف یو اے لارچ پارٹی آف اسلام۔“

پھر اس کے بعد یہ الہام ہوا:

”یا عیسیٰ إِنِي مَتْوَفِيكَ وَرَافِعُكَ إِلَى وَجَاعِلُ الدِّينِ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الظِّلَالِ كَفَرُوا إِلَيْ بَوْمِ الْقِيَامَةِ، ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأُولَى وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرَتِينَ.“ (عربی)

”اے عیسیٰ! میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا..... یعنی رفع درجات کروں گا یاد نیسا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا، اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزانہ، جلد: ۱، ص: ۲۲۵ و ۲۲۶، حاشیہ در حاشیہ نمبر: ۳)

ملاحظہ فرمائیے! مرزا ای مکپر الہام کے ایک شخص اپنے آپ کو نبی، مسیح، مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہوئی آیت کو اپنی جانب منسوب کر کے کہتا ہے کہ اس جگہ یا عیسیٰ کے نام سے یہی عاجز مراد ہے، لیکن مرزا صاحب کو یہ قدرت نہ ہوئی کہ قرآن و حدیث کے مضامین سے باہر کوئی مستقل الہام پیش کرتے؟ کیا اس طرح کرنا قرآن کے ساتھ مذاق نہیں ہے، اس لیے مرزا صاحب پر ایمان رکھنے والوں سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اعلان شائع کریں کہ صرف مرزا صاحب نے قرآن کے ساتھ مذاق کیا ہے، ہم سب قادری ان کے اس فعل سے بری الذمہ ہیں۔  
اب مسلمانوں کی آنکھیں کھل چکی ہیں اور وہ جان چکے ہیں، کہ مرزا صاحب نے قرآن کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟

## اسلام اور قادیانیت

از: شاعر اسلام جناب ابراہیم اسماعیل ماما صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
(ابراہیم وریادی)

بھی ”اسلام“ ”کفر قادیانیت“ نہیں ہوتا  
کبھی لفظِ ضیا ہم معنی ظلمت نہیں ہوتا  
کبھی صدق و صفا و علم و عرفان آفرین دیں کے  
برابر مذہب کذاب بے وقت نہیں ہوتا  
کبھی اعجاز خورشید حقیقت کی ضیاؤں سے  
 مقابل سحر ماہ نخشب صنعت نہیں ہوتا  
کہاں وعظ نبوت اور کہاں بکواس مرزا کی  
مقابل مرسلان ہندیاں پر وحشت نہیں ہوتا  
بچو اس سے مسلمانوں وہ داعی ہے جہنم کا  
کبھی جھوٹا پیغمبر داعی جنت نہیں ہوتا  
کہاں شق اقرہر ہے اور کہاں صفت مقعن<sup>(۱)</sup> کی  
جہاں میں اختراع کفر با عظمت نہیں ہوتا  
نہیں ہے قادیانیت کبھی اسلام کے معنی  
کبھی مفہوم مسلم قادیانیت نہیں ہوتا

(۱).....ابن مقعن، جس نے مصنوعی چاند بنایا تھا۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین!

از: حضرت مولانا بشیر اللہ صاحب مظاہری  
شیخ الحدیث دارالعلوم رنگون

دنیا میں جس قدر انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے حکم کی تعییل میں نہایت سچائی اور دیانت داری کے ساتھ نبوت و رسالت کے فرائض ادا کرتے ہیں، اس لیے ان حضرات کی تصدیق و تعظیم اللہ تعالیٰ کی تصدیق و تعظیم ہے، ان کی توہین کرنا، ان کو جھٹانا، ان کی پتک کرنا، اللہ تعالیٰ کی توہین و پتک کرنا اور جھٹانا ہے، اور ظاہر بات ہے کہ جو شخص خداوند عالم کی توہین و پتک کرے وہ کافر ہے، اور جو لوگ ایسے شخص کی تصدیق کریں وہ بھی کافر ہوں گے، اسی بنا پر پچھلے انبیاء نے سابق انبیاء کی تصدیق و تعظیم کی، اور قرآن نے تمام انبیاء علیہم السلام کے برگزیدہ اور محبوب خدا ہونے کی تصریح کی ہے۔

اس کے برخلاف مرزا غلام احمد قادریانی انبیاء علیہم السلام کی توہین کر رہا ہے، حتیٰ کہ انہوں نے خود سرکار دو عالم مصلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے برگزیدہ لوگوں کی توہین کی ہے۔

توہین کسے کہتے ہیں؟ اس کے متعلق اس کلیہ کو ذہن میں رکھیے:

”کسی کی توہین کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں کوئی عیب جسمانی ظاہر کیا جائے یا کسی بداخلی کے ساتھ اس کو تمہم کیا جائے یا کسی کے لقب کو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کو سرفراز فرمایا ہے، اس کا اپنے لیے دعویٰ کیا جائے یا کوئی ایسی چیز اس کے سامنے یا اس کی شان میں کہی جائے، جس سے اس کی دل آزاری ہو۔“

اس کلید کو ذہن میں رکھنے کے بعد اب دیکھیے کہ مرزا غلام احمد انیاء علیہم السلام کی توہین کس طرح کر رہا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ:

”دین و دنیا دونوں جگہ عزت والے ہیں اور مقرب بارگاہ خدا ہیں۔“ (قرآن، ۳-۸۵)

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کے متعلق قرآن نے اس امر کی شہادت

کی کہ:

”اے مریم! اللہ تعالیٰ نے تجھے منتخب کیا اور پاک بنایا اور سارے جہاں کی عورتوں سے برگزیدہ بنایا۔“ (قرآن، ۳-۴۲)

اب دیکھیے! مرزا غلام احمد قادریانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کس طرح توہین کرتا ہے، اس سے پہلے اس چیز کو بھی ذہن میں رکھیے، مرزا غلام احمد کے نزدیک مسح ابن مریم، عیسیٰ اور یسوع تینوں سے ایک ہی شخص مراد ہے، اس کے لیے دیکھیے: (وضیح المرام، روحانی خزانہ، جلد: ۳، ص: ۵۲)۔

”اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جن کو آپ لوگ یسوع کہتے ہیں) اسی سلسلہ کا موئید بنایا کر بھیجا۔“

(ملفوظات احمدیہ، جلد اول، ص: ۲۸۰، مصنف: مرزا غلام احمد قادریانی)

اب دیکھتے جائیے کہ مرزا غلام احمد قادریانی اسی عیسیٰ یا یسوع علیہ السلام کی کس طرح توہین کر رہا ہے۔

### پہلی توہین

”(نحوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مردانہ صفات نہ تھے، یعنی یہ جو کہ تھے۔“

”کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کی صفاتِ محمودہ میں سے ہے، یہ جو کہ ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے، جیسے بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں، ہاں

یا اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے پچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔” (مکتبات احمد، جلد اول، مکتب نمبر: ۹، ص: ۱۹۲)

اللہ اکبر! یہ ہیں مرزا غلام احمد قادریانی کے خیالات ایک پاکیزہ اور برگزیدہ نبی کے متعلق..... قادریانی حضرات عام طور پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم لوگ بلا دلیل سطحی بتیں کرتے ہیں، حالانکہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے، ہم نے مذکورہ بالا اقتباس پیش کیا ہے، کیا دلیل کے لیے اس سے بھی بڑی کوئی اور چیز ہونی چاہیے، ہم نے کوئی بات بلا دلیل نہیں کہی، ہم نے جو کچھ کہا مرزا غلام احمد قادریانی کی خود نوشت کتابوں کے اقتباسات اور دیگر قادریانی اکابرین کی کتابوں کے اقتباسات پیش کر کے کہا۔

اب مولوی مرتضی حسن صاحب اور اخبار پیغام صلح کے مدیر صاحب سے خصوصاً اور تمام قادریانی حضرات سے عموماً عرض ہے، کہ آپ لوگ جواب دیتے وقت مجیب کی ذمہ داری کی اہمیت محسوس نہیں کرتے ہیں، آپ ایک ایسی کتاب اور ایسے مقالات کے جواب دے رہے ہیں، جن میں دلائل کے طور پر مرزا غلام احمد کے متعلق بتیں اقتباسات کی صورت میں کتاب اور صفحات کے حوالہ سے پیش کی جا رہی ہیں، لیکن اس کے علی الرغم جو جواب دیا جاتا ہے، وہاں یہاں کی باتوں کے علاوہ جو بتیں بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں، ان کا نہ تو کوئی حوالہ ہوتا ہے اور نہ کتاب اور صفحات کی نشاندہی کی جاتی ہے، اس لیے عرض ہے کہ جو بات کہیے کتاب کے حوالے سے بات کیجئے، اور جو حدیث پیش کریں اس کا ماماً خذ اور حوالہ بھی تحریر کیجئے اور جس بزرگ کا قول نقل کریں، اس کا بھی کتاب مع صفحات حوالہ دیجئے، یاد رکھیے! بغیر حوالہ کے آپ کی بتیں مجدوب کی بڑی بھی جائے گی۔

## مرزا غلام احمد قادریانی کے الہامات

از: مولانا مفتی اسماعیل محمد گورا صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
دارالافتاء سورتی جامع مسجد، رنگون

اور وحی کی حقیقت

اس مضمون میں مرزا صاحب کے الہامات کس قسم کے اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ وہ قارئین کے سامنے پیش کرتا ہوں، اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جن باتوں کو الہامات فرمایا اور بعد میں اسی قسم کی باتوں کا نام موصوف نے وہی بھی رکھ دیا ہے، وہ ان کے مضامین اور حالات کے مطابعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اپنے خیالات اور دماغی کا وشوں کا نتیجہ ہیں، مثلاً خود مرزا صاحب از الہ اوہام روحاںی خزانہ، جلد: ۳، کے ص: ۱۳۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

”چونکہ ان دونوں میری طبیعت علیل اور دماغ ناقابل جدوجہد تھا، اس لیے میں ان تمام مقاصد کی طرف توجہ کرنے سے مجبور رہا۔ صرف تھوڑی سی توجہ کرنے سے ایک لفظ کی تشریع یعنی دمشق کے لفظ کی حقیقت میرے پر کھولی گئی۔“

”پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تاویل میں میرے پر من جانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا۔“

مذکورہ عبارت سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو کبھی کوئی مشکل پیش آتی ہے، اور اپنے دعویٰ مسیح موعود کی راہ میں کوئی لفظ قرآن مجید یا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف پڑتا ہے، تو

اس کی تاویل سوچنے میں اپنے دماغ پر زور ڈالتے ہیں، جب ان کا دماغ خیالات کی دنیا کا چکر کاٹ کر کسی ایک نکتہ پر جم جاتا ہے اور اپنے زعم میں اس کو لفظ مذکور کی بہتر تاویل سمجھ لیتے ہیں، تو پھر فوراً اسی خیالی جواب کو منجانب اللہ قرار دے کر اس کو الہام یا وحی کہہ دیتے ہیں، اور اس کی تائید میں ایک عربی جملہ بنانے کر اس کو وحی فرمادیتے ہیں، جیسا کہ مذکورہ لفظ دمشق کی تاویل پہلے خود سوچ لی اور پھر اس کے لیے عربی عبارت:

”بُطْرَفٌ مِّشْرُقٌ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْيَضِيَاءِ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي مِنْ دُخْلِهِ كَانَ

آمَنًا وَتَبَارَكَ الَّذِي أَنْزَلَنِي فِي هَذَا الْمَقَامِ.“ ابن عربی کی عبارت کا مطلب یہ

ہوتا ہے کہ مشرق کی طرف ایک سفید بینار پر اس مسجد سے جس کے متعلق فرمایا ہے کہ

جو اس میں داخل ہوا اس نے امن پایا، مبارک ہے وہ ذات جس نے مجھے اس مقام

پر اتارا (یعنی قادیانی میں)۔“ (ازالۃ اوہام، روحانی خزانہ، جلد: ۳، ص: ۱۶۸، حاشیہ)

دیکھا! آپ نے دمشق کے لفظ کے طرح اپنے دماغی خیال کو وحی کہہ کر پیش کر دیا گیا ہے، دمشق کی مذکورہ تاویل کے بعد جب مرزا صاحب کے سامنے دوسری مشکل پیش آئی کہ دمشق میں نزول مسیح مسجد کے بینار پر ہوگا، تو موصوف نے اس لفظ بینار کی تاویل کرنے کے بجائے قادیانی کی مسجد کے مشرق میں ایک بینار تعمیر کرانا مناسب سمجھا، لہذا اس کی تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیا گیا، لیکن مرزا صاحب کی بدقتی سے یہ بینار آپ کی وفات کے بعد مکمل ہوا، یعنی مسیح قادیان جس بینار پر نزول فرمانے والے تھے وہ بینار نزول کے بعد تعمیر ہونا شروع ہوتا ہے، اور وفات کے بعد پورا ہوتا ہے۔ اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ مرزا صاحب پر جو وحی نزول مسیح کی ہوئی تھی، یا تو وہ غلط تھی یا پھر مرزا صاحب نے خود مسیح موعود ہونے کا جدوجہد کیا تھا وہ غلط تھا، ان کی وحی کے مطابق تو آئندہ کوئی مسیح آئے گا جو بینار پر اترے گا، لہذا خود مرزا صاحب اپنی ہی وحی کے مطابق اپنے دعوائے مسیح میں کاذب ٹھہرے، کیوں مرزا ای حضرات! یہ بات صحیح ہے یا غلط؟ مرزا صاحب کی وحی کو نعوذ بالله اگر من جانب اللہ سمجھا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ میاں کو یہ خبر بھی نہیں تھی، کہ جس مسیح کے نزول کی وحی کی گئی ہے، اس وحی میں تو بینار موجود ہے اور بینار کی تعمیر سے پہلے ہی مسیح کو نازل کر دیا۔“ العیاذ بالله! کیا ٹھکانہ ہے اس غلط بیانی کا، یہ تو ایسا ہوا کہ بچ

پہلے پیدا ہو گیا اور ماں بعد میں پیدا ہوئی، کیا مرزا ای حضرات اس کی بھی کوئی دلچسپ تاویل پیش کریں گے؟  
مرزا صاحب کی وحی متضاد یا الہام کی دوسری دلچسپ مثال بھی ملاحظہ فرمائیں، آپ فرماتے  
ہیں کہ:

”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف  
ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں،  
لیکن صاحب شریعت کے مساواجس قدراً ملهم اور محدث ہیں، گوہ کیسے ہی جناب الہی  
میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکارم الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے  
کوئی کافر نہیں بن جاتا۔“ (تیراق القلوب، روحانی خزانہ، جلد: ۵، ص: ۴۰۹ اور ۴۱۰ میں فرماتے ہیں کہ:

”انہیں دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی (یعنی فرقہ قادریانی)  
اور خدا اپنے منہ سے اسی فرقہ کی حمایت کے لیے ایک کرنا بجائے گا اور اس کرنا کی  
آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھچا آئے گا، بجز ان لوگوں کے شقی ازی  
ہیں، جو دوزخ کے بھرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔“

”خدا تعالیٰ نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت  
کپچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے، وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(تذکرہ، ص: ۲۰۷، طبع سوم)

مذکورہ تیراق القلوب کی عبارت اور برائیں احمدیہ کی عبارتوں میں کس قدر اختلاف ہے، کیا  
نحو ز باللہ من جانب اللہ اس قسم کے اختلافات ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، ہاں! انسانی خیالات میں اس قسم کا  
اختلاف ممکن ہے، من جانب اللہ ایسی باتیں نہیں ہوتیں، جس کا اعتراف مرزا ای حضرات کو بھی کرنا  
چاہیے۔

مرزا صاحب کو اپنے ابتدائی دور میں کس بات کی زیادہ فکر رہتی تھی، وہ بھی ملاحظہ فرمائیں،  
فرماتے ہیں کہ:

”مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی۔“

(زوالِ مسیح، روحانی خزانہ، جلد: ۱۸، ص: ۴۹۶)

دیکھا آپ نے، مسیح موعود اور ظلیٰ و بروزی نبی کو امت کی نہیں، خویش واقارب کی نہیں، مخلوق کی اصلاح کی نہیں، بلکہ صرف روٹی اور اپنے پیٹ کی فکر رہتی ہے، اسی پیٹ کی فکر کی وجہ سے مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور اپنے فرقے کو حکومت انگریزی کی وفا شعاراتی پر مجبور کیا، فرماتے ہیں:

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزارا ہے اور میں نے ممانعت چہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں الکھی کی جائیں تو پچاس الماریاں اس سے بھر سکتی ہیں..... میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمدقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(تراق القلوب، روحانی خزانہ، جلد: ۱۵، ص: ۱۵۵ و ۱۵۶)

”میرا نہ ہب جس کو میں بار بار نظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سا یہ میں پناہ دی ہو، سو وہ سلطنت حکومت بر طانیہ ہے۔“

(شہادت القرآن، روحانی خزانہ، جلد: ۲، ص: ۳۸۰)

ذکورہ بالاتین اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے جس قدر بھی دعوے کیے ہیں، چاہے وہ مجدد، محدث، مسیح موعود اور نبوت کے ہوں، ان سب کی وجہ صرف روٹی کی فکر ہے اور اس روٹی کے حصول کے لیے سلطنت بر طانیہ کی وفاداری اور اطاعت شعاراتی کو اپنامہ ہب قرار دیا، اور اسی اطاعت شعاراتی کو مضبوط بنانے کے لیے حکم جہاد کی منسوخی ہے، اور ان باتوں کو عوام کے ذہن میں عقیدت کی شکل میں پیوست کرنے کے لیے ذکورہ دعووں کا لبادہ پہنا، اور اس لبادہ کی پردہ پوشی کے لیے نعوذ باللہ؛ اللہ

تعالیٰ پر افترا کر کے اپنے خیالات کو الہام اور وحی سے تعبیر کیا گیا۔

مرزا صاحب کے الہامات کے لضاد کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

”اس عاجز کو..... حضرت مسیح کی نظرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطرت مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا، تاکہ صلیبی اعتقاد پاش پاش کر دیا جائے، سو میں صلیب توڑنے اور خزیروں کے قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں، میں آسمان سے اترا ہوں، ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں باسکیں تھے۔“  
(فتحِ اسلام، روحانی خزانہ، جلد: ۳، ص: ۱۲۳)

پھر ازالہ اوہام، روحانی خزانہ، جلد: ۳، ص: ۱۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:  
”کیا حضرت مسیح“ کا زمین پر اترنے کے بعد عمدہ کام یہی ہو گا، کہ وہ خزیروں کا شکار کھیلتے پھر یہیں گے اور بہت سے کتنے ساتھ ہوں گے، اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں اور چماروں اور سانیوں اور گنڈلیوں وغیرہ کو جو خزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں خوشخبری کی جگہ ہے کہ ان کی خوب بن آئے گی۔“

مذکورہ دونوں عبارتوں میں کس قدر اختلاف معلوم ہوتا ہے، پہلی عبارت میں تو مرزا صاحب خود کو مسیح موعود قرار دے کر صلیب کے توڑنے والے اور خزیروں کے قتل کرنے والے قرار دیتے ہیں، اور دوسرا عبارت میں خزیر کے قتل کرنے کو چماروں کا کام بتاتے ہیں، لہذا پہلی عبارت جو بہت زیادہ موئکد اور خدا کی طرف نزول وغیرہ کے سبب کو بتاتی ہے، اس صحیح تسلیم کر لیا جائے، تو دوسرا عبارت سے خود مرزا صاحب چماروں کے مشغله میں شامل ہو جاتے ہیں اور اگر پہلی کو غلط کہا جائے، تو مسیح موعود کا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے، اب مرزا کی حضرات خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کون ہی صحیح تسلیم کی جائے؟

یہ چند اقتباسات مرزا صاحب کے الہامات اور ان کے دعووں کے تحریر کردیئے، جس سے قارئین با آسانی فیصلہ کر سکتے ہیں، کہ مرزا صاحب کی وحی یا الہامات کس قسم کے ہوتے ہیں اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ نیزان تمام دعووں کے پس پر وہ اصل مقصد کیا ہے؟

آخر میں مرزا کی قادیان اور احمدی لاہوری جماعت کے افراد سے گزارش کرتا ہوں، کہ وہ

ان محتفظات الہامات کو بھی صحیح تسلیم کرتے ہوں، اور حکومت انگریزی کی وفاداری کو اپنے پیشوں کی طرح اپنا مذہب سمجھتے ہوں، تو ہمیں آپ کے ان ذاتی عقائد اور خیالات سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے، آپ جو چاہیں مانیں، لیکن اپنے آپ کو اسلام کا نام لے کر اور مسلمانوں میں خود کو شامل رکھ کر مناقشہ طریقہ پر مسلمانوں کو دھوکا نہ دیں، جس طرح دوسرے مذہب والے اپنے اپنے مذہب کا علی الاعلان ذکر کرتے ہیں، اسی طرح آپ حضرات بھی اپنے مذہب کو مذہب مرزا یا جو مناسب نام ہو وہ رکھ کر اس کی اشاعت کریں یا خود اس پر کاربندر ہیں، اسلام یا مسلمان کا نام ہرگز استعمال نہ کریں۔

اس طرح آپ حضرات نے جرأت سے کام لے کر اپنے مذہب کو ظاہر کر دیا تو پھر مسلمان کبھی بھی آپ کی مخالفت نہیں کریں گے، کیا مرزا کی حضرات اس پر غور کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہیں؟

## قادیانی دلائل کی حقیقت

از: عبدالرحمن یعقوب پاوا

علمی مبلغ ختم نبوت

پیغام صلح ۱۸ مارچ ۶۱ء کا اداریہ دیکھنے کا موقع ملا، اس میں ”قائلین حیاتِ مسیح سے ایک سوال“، کے عنوان سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا قول نقل کیا گیا ہے کہ:

”مسیح کو مر نے دو کہ اس میں اسلام کی زندگی ہے، لیکن مولویوں نے نہ مانا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج پھر از سرنو اسلام پر میسیحیت کا جملہ شروع ہو گیا ہے، ہم ان لوگوں سے جو حیاتِ مسیح کے قائل ہیں، یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کے پاس میسیحیت کے اس جملہ اور عیسائی مشنریوں کے سوالات کے کیا جواب ہیں؟ کیا وہ مسیح کو آسمان پر زندہ بٹھا کر اسلام کو ان کے جملہ سے بچا سکتے ہیں؟ کیا ان کا یہ اعتقاد اسلام کے ساتھ کھلی دشمنی اور میسیحیت کا علانیہ ثانیہ نہیں، ہم مسلمان علماء اور ان کے ہم نواؤں سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر میسیحیت کے جملہ سے اسلام کو بچانا چاہتے ہو تو آؤ، مرزا صاحب کا ساتھ دو، حیاتِ مسیح کے اعتقاد کو چھوڑو، اور مسیح کو مرنے دو، تاکہ اسلام زندہ ہو، اس کے بغیر کوئی دوسرا چارہ کا رہیں۔“

مرزا صاحب کی زبردستی دیکھیے کہ ان کو مسیح موعود کا دعویٰ کرنا ہے تو خواہ مخواہ کہہ رہے ہیں، کہ حضرت عیسیٰ کو مر نے دو، کیونکہ وہ اگر زندہ ثابت ہوں گے، تو ان کی مٹی پلید ہو گی، اور کوئی ان کے

دعوے کی تصدیق نہیں کرے گا، اس لیے زبردستی دنیا سے منوانا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، اور اس کے لیے ایسے ایسے مصلحہ خیز اور بودی دلیلیں پیش کرتے ہیں، کہ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی باور نہیں کر سکتا، ذرہ ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیے، اسی شمارہ میں صفحہ: ۹ پر ایک قادیانی مولانا محمد بیگی بٹ صاحب امام مجتہدین کی بھی سنئے، آپ لکھتے ہیں:

”میں نے حضرت عیسیٰ کی زندگی کے حالات پر گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے، لیکن فوت نہیں ہوئے اور وہاں سے بچ کر کشمیر، ہندوستان کی طرف چلے گئے اور وہاں محلہ قانیاز میں مدفون ہیں۔“

دیکھا آپ نے قادیانی مولانا کی معلومات اور تاریخ دانی کے نمونے کہ مرزا کو مسح موعود ثابت کرنے کے لیے لکھا بے بنیاد قصہ گڑھ لیا ہے، اور اس پر دعویٰ کرتے ہیں کہ تم صحیح راستے پر ہیں۔ حیاتِ عیسیٰ کے متعلق تو میں آئندہ کسی صحبت میں تفصیل کے ساتھ لکھوں گا اور عقلیٰ و نقیٰ دلائل کے ساتھ بتاؤں گا، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آسمان پر اٹھائیے گئے ہیں، فی الحال تو اسی ادارتی نوٹ پر اظہارِ خیال کو ضروری سمجھتا ہوں۔ مدیر صاحب لکھتے ہیں کہ:

”مولویوں نے نہیں مانا۔“ ٹھیک ہے، مولوی لوگ کیوں مانیں گے؟ مرزا نیوں کے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے کہ مولوی لوگ نہیں مانتے ہیں، کیونکہ اگر مولوی لوگ مان جائیں، اور یہ جماعتِ ختم ہو جائے تو عیسا نیوں کے ساتھ ہمارے مسلمان کو بھی گمراہ کر لیں، ان سے آسانی یہ کہلا سکیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، اس لیے حضرت مسح موعود کی پیروی کرو، اس لیے انکو مولویوں سے خصوصی دشمنی اور عناد ہے، پھر لکھتے ہیں کہ مولویوں کے نہ ماننے کی وجہ سے آج پھر از سرنو اسلام پر مسیحیت کا حملہ شروع ہو گیا ہے۔

دیکھا آپ نے کس طرح دوسروں کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلاتے ہیں؟ کیوں یہ نہیں کہتے ہیں کہ مسیحیت نہیں، بلکہ مرزا نیوں کا حملہ ہے، اور ہم مرزا کی کو مسیحیت کا حملہ سمجھتے ہیں، قادیانیوں کا یہ بھی کہنا ہے، جیسا کہ اداریہ میں لکھا ہے کہ حیاتِ مسح کا عقیدہ رکھنا اسلام کے ساتھ کھلی دشمنی ہے، کیونکہ اس سے مسیحیت کی علامیہ تائید ہوتی ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا بہت سے عقائد و احکام یہودیوں،

عیسائیوں اور مسلمانوں میں مشترک نہیں ہیں؟ مثلاً شراب پینا، جواکھینا، زنا کرنا، یہ سب کام جس طرح اسلام میں حرام ہیں، کیونکہ یہودیوں اور عیسائیوں کے عقیدوں سے مکراتے ہیں، اور ان عقیدوں کی اس سے تائید ہوتی ہے، اس لیے مسلمان ان عقائد کو بھی چھوڑ دے؟

مرزا نیوں کو ہوش کیدوا کرنی چاہیے، اسی اخبار کے صفحہ: ۱۳ پر ایک قادر یانی مبلغ غلام احمد بشیر صاحب، مبلغ شیخ میاں محمد ٹرسٹ ہالینڈ صاحب لکھتے ہیں کہ اگرچہ بظاہر اسلام اور یہود و نصاریٰ کی تعلیم ایک دوسرے کے مشابہ نظر آتی ہیں، لیکن حقیقت میں ان کی تعلیم میں بڑا فرق ہے، اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اصولی طور پر تمام مذہب کی تعلیم یکساں معلوم ہوتی ہے، جیسے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور آخری زندگی پر ایمان وغیرہ اس تعلیم کا اسلام میں پایا جانا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ یہ تعلیم یہود و نصاریٰ سے اخذ کی گئی ہے، ایک طرف تو قادر یانی علماء یہ کہتے ہیں، اور دوسری طرف ان کے مرزا صاحب مسلمانوں کو یہ کہتے ہیں کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ چھوڑ دو، کیونکہ اس میں عیسائیت کی تائید ہوتی ہے، کتنا تضاد ہے ان کے نام نہاد نبی کے اور ان کے مبلغین کے اقوال میں، مسلمان علماء کے پاس اور بھی بہت طریقے ہیں اسلام کو عیسائیت کے حملہ سے بچانے کے لیے، آپ حضرات فکر نہ کریں۔

چیزیں بات تو یہ ہے کہ عیسائی، قادر یانیوں سے لاکھ درجہ بہتر ہیں، کیونکہ وہ اپنے ایک مذہب، ایک اصول، ایک عقیدہ، ایک کتاب کے پابند ہیں، اور قادر یانی جھوٹے نبی کے پیرو، جھوٹے اصول کے پابند، جھوٹی باتوں پر اعتقاد رکھنے والے ہیں اور جھوٹی باتیں پھیلا کر مسلمانوں کو اسلام کے نام اور کلام کا بورڈ لگا کر گراہ کر رہے ہیں!

## مدفنِ مسیح علیہ السلام

افادات مبارکہ  
حضرت فخر المُستکمین مولانا الحاج شیر احمد عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ  
صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند

”وَجَعَلْنَا أَبْنَى مُرْيَمَ وَأَمَّهَ آتِيَةً وَآوْيَنْهُمَا إِلَى رِبْوَةٍ ذَاتِ قَرْأَرٍ وَمَعِينٍ“، اور بنایا ہم نے مریمؑ کے بیٹے اور اس کی ماں کو ایک نشانی (یعنی قدرتِ الہیہ کی نشانی) ہے کہ تھا ماں سے بدوان باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کر دیا، جیسا کہ آل عمران<sup>(۱)</sup> و سورہ مریم<sup>(۲)</sup> میں اس کی تقریر کی جا چکی (اور ان کو ٹھکانہ دیا ایسے ٹیلے (اوپنجی زمین) پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی سترہا، شاید یہ

حاشیہ: ۱.....: ”إِنْ مُثْلِ عِيسَى كَمُثْلِ آدَمَ خَلْقَهُ مِنْ تَرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ، الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونُنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ۔“ بے شک عیسیٰ کی مثالِ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جیسے مثال آدم کی، بنایا اس کو مٹی سے، پھر کہا اس کو کہ ہو جا، وہ ہو گیا (یعنی آدم کو تو نہ باپ تھا، نہ ماں، پھر عیسیٰ کے باپ نہ ہوتا کیا تجب ہے؟!) حق وہ ہے جو تیرارب کہے، پھر تو مت رہ شک کرنے والوں میں سے، یعنی مسیحؑ کے متعلق جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا وہی حق ہے، جس میں شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں، جو بات تھی بلا کم وکاست سمجھادی گئی۔“

حاشیہ: ۲.....: قولہ تعالیٰ: ”وَلِجْعَلَهُ آتِيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مَنَا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيَا“ اور اس کو ہم کیا چاہتے ہیں لوگوں کے لیے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے، یہ کام مقرر ہو چکا ہے، یعنی یہ کام ضرور ہو کر رہے گا، پہلے سے ط شدہ ہے، مخالف نہیں ہو سکتا، ہماری حکمت اس کو مقتضی ہے کہ بدوان مسیح شر کے محض عورت کے وجود سے پچھے پیدا کیا جائے، اور وہ دیکھنے اور سننے والوں کو ہماری قدرتِ عظیمہ کی ایک نشانی ہو، کیونکہ تمام انسان مرد عورت کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں، آدم علیہ السلام دونوں کے بدوان پیدا ہوئے اور حوا کو صرف مرد کے وجود سے پیدا کیا گیا، چوتھی

وہی ٹیلہ یا اوپنجی ز میں ہو جہاں پر وضع حمل کے وقت حضرت مریمؑ تشریف رکھتی تھیں، چنانچہ سورہ مریم کی آیات: ”فَنَادَهَا مِنْ تَحْتَهَا أَلَا تَحْزِنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكَ تَحْتَكَ سَرِيَا وَهَزِي إِلَيْكَ بِجَذْعِ النَّخْلَةِ تَساقطَ عَلَيْكَ رَطْبَا جَنِيَا۔“ دلالت کرتی ہیں کہ وہ جگہ بلند تھی، نیچے چشمہ یا نہر بہہ رہی تھی اور کھجور کا درخت نزدیک تھا۔ (کذا فرہ اہن کیش رحمہ اللہ)

لیکن عموماً مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کے بھپن کا واقعہ ہے۔ ایک ظالم بادشاہ ہر دوس نامی نبویموں سے سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرداری ملے گی، اڑکپن ہی میں ان کا دشمن ہو گیا تھا، اور قتل کے درپے تھا، حضرت مریم الہام ربانی سے ان کو لے کر مصر چلی گئیں، اور اس ظالم بادشاہ کے مرنے کے بعد پھر شام واپس چلی آئیں، چنانچہ انجلی متنی میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے اور مصر کا اوپنجا ہونا باعتبار رود نیل کے ہے، ورنہ غرق ہو جاتا اور ماء معین رود نیل ہے، بعض نے ربوبہ اوپنجی جگہ سے مراد شام یا فلسطین لیا ہے، اور کچھ بعید نہیں کہ جس ٹیلہ پر ولادت کے وقت موجود تھیں، وہیں اس خطرہ کے وقت بھی پناہ دی گئی ہو۔ واللہ اعلم (۱)

**بہر حال اہل اسلام میں سے کسی نے ربوبہ سے مراد کشمیر نہیں لیا، اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام**

ایقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: صورت یہ ہے کہ جو حضرت مسیح میں ظاہر ہوئی کہ مرد کے بدون صرف عورت کے وجود سے ان کا وجود ہوا، اس طرح بیدائش کی چار صورتیں واقع ہو گئیں، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام، قادرت الہی کا ایک نشان حق تعالیٰ کی طرف سے دنیا کے لیے ایک بڑی رحمت کا سامان ہے۔

حاشیہ: .....: جیسا کہ صاحب تفسیر ابن کثیر نے اس قول کا قرب اور موئید بالقرآن فرمایا ہے: ”وأقرب الأقوال في ذلك ما رواه العوفي عن ابن عباس في قوله ”وآوينهما إلى ربوبة ذات قرار ومعين“ قال العين الماء الجاري وهو النهر الذي قال الله تعالى: ”قد جعل ربك تحتك سريا“ وكذا قال الصحاك وقتادة إلى ربوبة ذات قرار ومعين هو بيت المقدس، فهذا والله أعلم، هو الأظاهر لأنه المذكور في الآية الأخرى، والقرآن يفسر بعضاً،“ یعنی تمام اقوال میں اقرب الاصواب وہ ہے جس کو عونی نے ابن عباس سے اس آیت ”وآوينهما“ کی بابت روایت کیا ہے کہ میں جاری پانی کو کہتے ہیں اور اس سے وہ مراد ہے، جس کے متعلق دوسری جگہ فرمایا: ”قد جعل ربك تحتك سريا“ (مریم) اور اسی طرح ضحاک اور قادہ نے کہا کہ ”ربوبة ذات قرار ومعين“ سے مراد بیت المقدس ہے اور یہی قول اظہر ہے، کیونکہ دوسری آیت میں مذکور ہے اور قرآن کی بعض آیات بعض کی تفسیر ہیں۔“

کی قبر کشمیر میں بتلائی۔ البتہ ہمارے زمانے کے بعض زائغین نے ربود سے مراد کشمیر لیا ہے، اور وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتلائی ہے، جس کا ثبوت تاریخی حیثیت<sup>(۱)</sup> سے کچھ نہیں، محض کذب و دروغ ہے۔

یہ مرزا صاحب کی کھلی تحریف اور قرآن و حدیث کے خلاف ایک دھوکا ہے، ربود سے مراد کشمیر کسی طرح نہیں ہو سکتا، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

خدم خاں یار شہر سرینگر میں جو قبر یوز آسف کے نام سے مشہور ہے اور جس کی بابت تاریخ اعظمی کے مصنف نے محض عام افواہ نقل کی ہے کہ لوگ اس کو کسی نبی کی قبر بتاتے ہیں، وہ کوئی شہزادہ تھا اور دوسرے ملک سے یہاں آیا، اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتلانا پر لے درجہ کی بے حیائی اور سفاہت<sup>(۲)</sup> ہے، ایسی انکل پچو قیاس آرائیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو باطل ٹھہرانا بجز خط اور جنون کے کچھ نہیں۔“

اس بیان سے صاف واضح ہے کہ شہزادہ یوز آسف ملوک ہندوستان کے شہزادوں میں سے

حاشیہ: ۱..... بلکہ یہ صرف مرزا غلام احمد قادریانی کی من گھڑت اور قرآنی تحریف ہے کہ انہوں نے ربود سے مراد کشمیر لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن فرار دیا ہے، چنانچہ مرزا صاحب اپنے رسالہ ”الهدی والتبصرة لمن یری“، روحانی خزانہ، جلد: ۱۸، ص: ۳۶۰ و ۳۶۱ پر قطعاً ہیں: ”وثبت بشیوه قطعی أن عیسیٰ هاجر إلى ملک کشمیر بعد ما نجاه اللہ من الصليب بفضل کبیر ولبث فيه إلى مدة طوبیلة حتى مات ولحق

الأموات و قبره موجودة إلى الآن في بلدة سرینگر التي هي من أعظم أمصار هذه الخطة.“

ترجمہ: - ”اور یہ بات قطعی ثابت ہو چکی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ملک کشمیر کی طرف ہجرت کی، اس کے بعد کہ ان کو نجات دی صلیب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور اس ملک میں بہت مدت تک رہے، حتیٰ کہ مر گئے اور مردوں میں جا ملے، اور قبر ان کی ابھی تک سرینگر میں موجود ہے جو اس خطے کے بڑے شہروں میں سے ہے۔“

حاشیہ: ۲..... حاشیہ: (۱): جیسا کہ مرزا صاحب نے کتاب ”إكمال الدين وإتمام النعمة“ کے حوالے سے اس کشمیری قبر کی تائید نقل کر کے اس کو صحیح کی قبر قرار دیا اور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنا مطلب نکالا ہے، اس لیے اس کی اصل حقیقت اسی کتاب سے نقل کی جاتی ہے، شیخ ابن بابویہ نے کتاب ”إكمال الدين وإتمام النعمة“ میں محمد بن زکریا سے نقل کیا ہے: ”مملاک ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا جس امر کو امور دنیا سے چاہتا تھا آسانی

ایک ایماندار شہزادہ گزرا ہے، جس کی وہ قبر ہے، نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسرائیلی نبی ملک کشمیر میں آ کرفوت ہوئے اور ان کی قبر بنی، بلکہ ساڑھے تیرہ سو برس سے آج تک تمام اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مدینہ طیبہ اور حجرہ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس میں وہ قرب قیامت میں نزولِ اجلال فرمادے بعد وفاتِ دفن ہوں گے۔

کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ الصادق المصدق : ”ثم  
یسوع فی الدفن معي فی قبری، فأقوم وأنا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد  
بین أبي بکر و عمر .“

”یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول کے وفات پا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بلیغہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: میر ہوتا تھا، اس کی مملکت میں دین اسلام آچکا تھا، جب یہ تخت پر بیٹھا تو اہل دین سے بغرض رکھنے لگا اور ان کو ستانے لگا، بعض کو قتل کر دیا، بعض کو جلاوطن کر دیا اور بعض اس کے خوف سے روپوش ہو گئے، ایک دن بادشاہ نے ان لوگوں سے جو اس کے نزدیک عزت سے رکھے جاتے تھے، ایک شخص کی نسبت سوال کیا تو وزراء نے جواباً عرض کیا کہ وہ چند ایام سے تارکِ دنیا ہو کر گوشہ نشیں ہو گیا ہے، بادشاہ نے اس کی طلبی کا حکم دیا اور اسے لباس زہاد و عباد میں دیکھ کر بہت خلگی ظاہر کی، اس باخدا کے ساتھ بادشاہ کی بہت باتیں ہوئیں اور اس نے بہت حکمت آموز باتیں کی، لیکن بادشاہ کو کچھ اثر نہ ہوا اور اسے اپنی مملکت سے نکلوادیا، بعد اس کے تھوڑا عرصہ نہ گزرا تھا کہ بادشاہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا، اور اس کا نام یوں آصف رکھا، شہزادے کی ولادت پر منجموں نے اس کے طالع کی نسبت بالاتفاق کہا کہ یہ شہزادہ فرخندہ طاعت، نیک اختر، نہایت اقبال مند ہوگا، لیکن ایک بوڑھے منجم نے کہا کہ اس کا طالع و اقبال دنیاوی جاہ و حشم کے متعلق نہیں، بلکہ یہ سعادت مندی عاقبت کی ہے اور مگان قوی ہے کہ یہ شہزادہ زہاد اور عباد سے ہوگا، بادشاہ یہ سن کر نہایت جیران و غمگین ہوا اور اس کی تربیت کے لیے حکم دیا کہ ایک شہر اور قلعہ خالی کرایا جائے، جس میں صرف شہزادہ اور اس کے خادم سکونت کریں اور سب کو تاکید کی کہ آپس میں کوئی تذکرہ دین حق اور مرگ و آخرت کا ہر گز نہ کریں، تاکہ یہ خیالات اس کے کان میں نہ پڑیں۔“

اس کے بعد کئی سو صفحات تک شہزادے کی تربیت اور دین حق کی طرف اس کی رغبت اور علم دین کی تعلیم اور ترک سلطنت و اختیارِ فقر کا ذکر ہے۔

مقبرہ میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان دفن ہوں گے۔“  
دوسری حدیث میں وارد ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی تمنا ظاہر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”فقال وأنى لي بذلك الموضع ما فيه إلا موضع قبري و قبر أبي بكر  
وعمر و عيسى بن مرريم .“

”پس فرمایا آپ نے کہ اس جگہ کی نسبت میرا کچھ اختیار نہیں، وہاں تو سوائے  
میری قبرا اور ابو بکرا اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر کے اور کسی کی  
جگہ نہیں ہے۔“

ایک اور جگہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:  
”عن عبد الله بن سلام قال مكتوب في التوراة صفة محمد و عيسى ابن  
مرريم يدفن معه، قال: قال أبو مودود: وقد بقي في البيت موضع قبر .“  
”عبدالله بن سلام رضي اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ تورات میں لکھی ہوئی ہے  
تعریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے ان کے ساتھ، ابو  
مودود نے فرمایا اور باقی ہے روضہ شریفہ میں ایک قبر کی جگہ۔“

ان تمام احادیث مذکورہ اور قرآنی تصريحات سے یہ چیز نہایت واضح ہو جاتی ہے کہ  
حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا حقیقی و اصلی مدنیہ منورہ، روضہ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم مابین  
قبویں اور قبر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے، یہی مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## قادیانیت اور اسلام

از مختار مذکور کیہ خانم رحمۃ اللہ علیہا

آنریوی جزل سیکرٹری، مجلس اصلاح نسوان، رنگون

رسالہ ختم نبوت کے خاص نمبر کی اشاعت کا سن کر بے حد فخر و مسرت ہوئی، اُمید ہے کہ اس کے مضمین ہم مسلمانوں کے لیے وقت کے پیش نظر ان تمام اہم باتوں سے مزین ہوں گے، جن کی ہمیں اس وقت اشد ضرورت ہے، میں اس رسالے کے تمام منتظمین اور معاونین کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ خداوند کریم ہم مسلمانوں کی اس مخلصانہ خدمت کو قبول فرمائے اور تمام مسلمانوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھتے ہوئے راہ ہدایت نصیب کرے۔ (آمین)

چند دنوں سے ہمارے ملک میں قادیانی فرقے نے جس جسارت اور دلیری کے ساتھ سڑاٹھانا شروع کیا ہے، وہ کچھ کم خطرناک نہیں، مگر اللہ کا شکر ہے کہ قادیانی ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا، جتنا کہ وہ لوگ پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں، البتہ اتنا ضرور ہوا کہ ہم مسلمانوں کی چند اخلاقی کمزوریوں اور خامیوں سے قادیانیوں کو ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں پر دھنس جمانے اور مذاق اڑانے کا موقع کچھ مل گیا، جسے حساس دل مسلمانوں نے جلد ہی محسوس کیا اور فوراً ہی اپنی حیثیت کے مطابق مسلمانوں کو قادیانی ہتھکنڈوں سے بچانے کے لیے جدو چہد شروع کر دی، اور بفضلہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس کمزور طبقے کی کوشش اس قدر کامیاب ہو چکی ہے، کہ اب مسلمانوں برماء، دشمن اسلام کی مکروہ اور ناپاک چالوں سے خوب اچھی طرح واقف ہو چکے، قادیانیوں کے دلوں میں مسلمانوں کے شیرازہ اتحاد کو پارہ کرنے اور ان کو اپنے دام میں پھنسانے اور شستے میں اُتارنے کا جذبہ اس

شدت سے موجود تھا کہ ان لوگوں نے اپنی چالاکیوں کو میدان میں دودھاری تلوار کی مانند استعمال کرنا شروع کر دیا، لہذا ایک طرف تو مسلمانوں کے اس غریب بھولے بھالے اور دینی علوم سے نا آشنا طبقے پر ڈورے ڈالنے شروع کیے، اور دوسری طرف مسلمانوں کے ان تمام تعلیم یافتہ اور سمجھدار طبقے پر کمندیں پھینکیں جو قادیانیوں کی چالوں سے خوب اچھی طرح واقف تھے، چونکہ ان مسلمانوں پر قادیانیوں کی فصاحت و بلاحث کا کچھ اثر نہیں ہوا، اس لیے ان لوگوں نے زخمی درندے کی مانند ان تمام قومی رہنماؤں پر حملہ کرنا شروع کر دیا، جن کے ذریعے ہی قدرت نے مسلمانوں کو قادیانیوں کے فتوؤں سے آشنا کیا تھا، پونکہ عالموں کے ساتھ مقابلہ ساخت تھا، اس لیے حسبِ معمول ان لوگوں نے چولا بدلا اور طاقت کے بل پر مسلمانوں کو قادیانیت سے باز رکھنے کے لیے جدو جہد کرنے والوں کو روکنے کی کوشش کی، مگر اسلام کے لیے حفاظت اللہ تعالیٰ فرمرا ہا ہے، اس لیے مسلمان روشنی میں آگئے اور وہ علی الاعلان یہ کہہ رہے ہیں کہ قادیانیت اسلام سے خارج ہے، اور ان باتوں سے جذباتِ اسلامی محروم ہوتے ہیں، لہذا قادیانی بتحکنڈوں سے بھولے بھالے اور دینی علوم سے ناواقف مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کرنا ایک اہم فرض مانتے ہیں۔

اگر ایسا کرنا جرم ہے تو ہم سب مسلمان یہ ماننے کے لیے مخوشی تیار ہیں کہ ہم مجرم ہیں، اور یہ دعویٰ صرف برما کے تمام مسلمانوں کا ہی نہیں، بلکہ دنیا کے ان تمام کروڑوں مسلمانوں کا ہے، جو ہمارے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا کلمہ پڑھتے اور ان کو نبی آخر مانتے ہوئے ان کی امت ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔

قادیانیوں نے مسلمانوں کے بھولے بھالے طبقے اور نئی نسل کو اپنے دامِ فریب میں گرفتار کرنے کا بجود چسپ طریقہ اختیار کیا ہے، وہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے پیغفلٹوں، رسالوں اور اخباروں میں اپنے ان نیک کاموں اور اچھی باتوں کی فہرست پیش کرتے رہتے ہیں، جو ان لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں ہی سے سیکھے ہیں۔

مسلمانوں کو اچھی باتوں اور نیک کاموں کی ظاہری تقلید کر کے مسلمانوں ہی کی پیٹھ میں چھرا گھونپ کر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی سفارانہ چال اتنی خوبصورتی سے چلی جا رہی ہے، کہ ایک لمحے

کے لیے اپنے خاصے انسان کا دماغ تک یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے، کہ واقعی قادیانیوں نے اسلام کی خدمت کی ہے، مگر یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی مذہب کے پیرویا کسی قوم نے کچھ اپنے کام اور نیک کام کر دھائے تو کیا ان کا سارا مذہبی عقیدہ صحیح اور درست ماننے کے قابل ہو گیا، کیا ان کے روپے پیسے کے زور سے ریا و نمود کی خاطر کی ہوئی خدمت کے سبب مسلمانوں پر یہ لازم آ جاتا ہے، کہ ہم ان کے مذہب کو اسلام مان لیں؟ یوں تو دنیا میں اور بہت سی قومیں بھی بہت سے اپنے اپنے اپنے کام کر رہی ہیں، تو کیا اس کی وجہ سے اس کام کی قدر کرنے والوں پر یہ لازم ہو گیا کہ وہ ان کا مذہب بھی اختیار کر لیں؟

غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر کوئی قوم اس قسم کے نیک کاموں کو دکھا کر یہ کوشش شروع کر دیں کہ ان کا مذہب اختیار کرلو، ورنہ ان کے عقیدوں کو نہ ماننے والے تمام مسلمان کافر ثابت ہوں گے، کس بات کی غمازی کر رہا ہے، اور اس کے متعلق ہم کیا رائے قائم کر سکتے ہیں؟

قادیانیوں کے نیک اور اپنے کاموں سے جو لوگ متاثر اور مرعوب ہو رہے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ دنیا کی تاریخ کے ان ابواب کا جائزہ ضرور لیں، جبکہ دنیا پر جہالت کی تاریکی اس قدر چھائی ہوئی تھی، کہ نیک اور اپنے کاموں کے کرنے والوں کو مجرم قرار دیا جاتا تھا، کیا قرونِ اولیٰ کے ان مسلمانوں کے کارنا موں سے بڑھ کر قادیانیوں نے کارنا میں انجام دیئے ہیں؟ کیا ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام سے بڑھ کر مرزا غلام احمد اور ان کے پیروں نے اسلام اور انسانیت کی بقاء و حفاظت کے لیے قربانیاں دی ہیں؟ اور بالکل بے سروسامانی کے عالم میں اسلام کی خدمت کی ہے؟

آج خواہ مخواہ مسلمانوں پر یہ دباؤ کیوں ڈالا جا رہا ہے کہ مرزا غلام احمد کو نبی مانو، ورنہ تم سب کافر مانے جاؤ گے، قادیانیوں کو چاہیے کہ اگر ان کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنی ہے تو وہ اسے بخوبی نمایاں طور پر "قادیانی مذہب" کے نام سے کریں، کیونکہ ہر ملک کے قانون میں اس بات کی اجازت اور گنجائش رکھی گئی ہے کہ ہر مذہب کے پیروی اپنے وطن میں اپنے مذہب کی تبلیغ آزادانہ طور پر کریں، مگر اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ خواہ مخواہ دوسروں کے عقائد کو زبردستی غلط قرار دینے کی کوشش کرتے ہوئے، ان کے مذہبی عقیدوں اور جذبات کو مجرور کرتے رہیں۔

دنیا کے تمام مسلمان بار بار متفقہ طور پر یہ فیصلہ کر کے کہہ چکے ہیں، اعلان کر چکے ہیں کہ قادیانیت اسلام سے خارج ہے، قادیانیت سے اسلام کو دور کا بھی واسطہ نہیں، قادیانی عقیدوں سے اسلامی جذبات مجروح ہوتے ہیں، اس لیے قادیانیت کو اسلام کا نام دے کر اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے روپ میں پیش کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک اور مکروہ کوششوں سے قادیانیوں کو بازاً جانا چاہیے، کیونکہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور ان کے عقیدوں کے بدلنے کی کوشش کرنا کسی بھی سمجھدار انسان کو زیب نہیں دیتا، ہم مسلمان متفقہ طور پر قادیانیوں کو ایک بار پھر کہہ رہے ہیں:

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم  
سو بار کرچکا ہے تو امتحان ہمارا

## مرزا صاحب کی گالیاں

از: مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

انبیاء علیہم السلام اور ان کے تبعین کے متعلق یقین تو اتر سے معلوم ہے کہ وہ نہایت شیریں کلام، پاکیزہ زبان، صابر و متحمل، عالی ظرف، فراخ حوصلہ اور دشمن نواز ہوتے ہیں، وہ دشام کا جواب سلام سے، بد دعا کا جواب دعا سے، تکبر کا جواب فروتنی سے اور رذالت کا جواب شرافت سے دیتے ہیں، ان کی زبان کبھی کسی کی دشام اور فخش کلام سے آلو دنیں ہوتی، طفرو تعریض، تفہیم و تفحیم، ہجومی، ضلع جگت وغیرہ سے ان کی فطرت عالی کو کوئی مناسبت نہیں ہوتی، وہ اگر کسی کی تردید یا مذمت کرتے ہیں، تو سادہ اور واضح الفاظ میں، وہ کسی کے نسب پر حملہ کرنے، اس کے خاندان یا آباء و جداد پر الزام لگانے اور درباری شاعروں اور اطیفہ گویوں کی طرح چیکی لینے اور فقرہ چست کرنے کے فن سے بالکل نا آشنا ہوتے ہیں، ان کا کلام (موافقت و مخالفت دونوں موقعوں پر) ان کی سیرت و فطرت کی طرح پاکیزہ، معقول، متوازن اور واضح ہوتا ہے۔

صحابہ کرامؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرماتے ہیں:

”مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحْشَا وَ لَا مُنْفَحِشًا وَ لَا

صَحَابًا فِي الْأَسْوَاقِ .“

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ عادۃ سخت گو تھے نہ یہ تکلف گو بنے تھے، نہ

بازاروں میں خلاف و قارباتیں کرنے والے تھے۔“ (ترمذی)

خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

”لیس المؤمن بالطعن ولا باللعن ولا الفاحش ولا البذی .“

”مؤمن نہ طعن و تشیع کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت بھینے والا، نہ سخت گو، نہ نجاش

(ترمذی) کلام۔“

اس کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی صفات میں ایک صفت یہ بھی بیان

کی ہے:

”وإذا خاصم فجر.“ (بخاری و مسلم)

”جب اس کا کسی سے جھگڑا ہوتا ہے تو فوراً گالی گلوچ پر آتا ہے۔“

حضرات انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص جناب سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تو بہت رفع ہے، ان کے غلام بھی ان پستیوں سے بلند ہوتے ہیں، ان کو اپنے دشمنوں اور بدخواہوں کے حق میں اکثر یہ کہتے ہوئے سنائی گیا ہے:

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد

ہر کہ مارا رنخ واده را حشش بسیار باد

ہر کہ را غارے نہد حد راه ما از دشمنی

ہر گلے کر باغ عمرش بشگفت بے خار باد

خود مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ پیشواؤں اور ہستیوں کے لیے جو امامت اور دینی عظمت کے مرتبہ سے سرفراز ہوں، تخلی، ضبط، نفس، اور عغنو و حلم کی صفت بہت ضروری ہے۔ ”ضرورۃ الامام“ میں لکھتے ہیں:

”چونکہ اماموں کو طرح طرح کے او باشوں، اور سفلوں اور بد زبان لوگوں سے

واسطہ پڑتا ہے، اس لیے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہوتا

ہے، تا ان میں طیشِ نفس اور مجونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم

نہ رہیں، یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاقی

رذیلہ میں گرفتار ہوا درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زماں کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کر ادنیٰ ادنیٰ بات میں بھی منہ میں جھاگ آتا ہے، آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح امام زماں نہیں ہو سکتا۔“

(ضرورۃ الامام، روحانی خزانہ، جلد: ۱۳، ص: ۲۷۸)

اس کے بالکل برعکس مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے مخالفین کو (جن میں جلیل القدر علماء اور عظیم المرتبت مشائخ) تھے، ان الفاظ سے یاد کیا ہے اور ان کی ان الفاظ میں ہجوکی اور خاک اڑائی ہے کہ بار بار تہذیب کی لگا ہیں پنجی، اور حیا کی پیشانی عرق آسود ہو جاتی ہے، ان مخالفین کے لیے ”ذریۃ البغایا“، (بدکار عورتوں کی اولاد) کا کلمہ تو مرزا صاحب کا تکمیلہ کلام تھا۔

(ملاحظہ ہو: آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزانہ، جلد: ۵، ص: ۵۸۷ و ۵۸۵۔ نور الحق، روحانی خزانہ، جلد: ۸، ص:

۱۶۳۔ انجام آنحضرت، روحانی خزانہ، جلد: ۱۱، ص: ۲۸۲)

ان کی اس ہجوکی زیادہ تر تیز اور شوخ کرنے عربی نظم و نثر میں ہے، لیکن چونکہ اصنافِ ادب میں طنزیات اور بجیات کا ترجمہ سب سے مشکل کام ہے، اس لیے یہاں چند ہی نمونوں کے ترجیح پیش کیے جاتے ہیں۔

کتاب انجام آنحضرت روحانی خزانہ، جلد: ۱۱، ص: ۱۵۸ میں فرماتے ہیں:

”اگر یہ گالی دیتے ہیں تو میں نے ان کے کپڑے اُتار لیے ہیں اور ان کو ایسا مردار بنائے کہ چھوڑ دیا ہے، جو پہچانا نہیں جاتا۔“

دوسری جگہ اپنے مخالفین کو اس طرح یاد کرتے ہیں:

”وُنْهُنَّ هُمَّارَے بِيَا بَانُوںَ كَهْنَزِيرِ ہو گئے ہیں اور ان کی عورتیں کیوں سے بڑھ گئی ہیں۔“

انہوں نے اپنے حریف مقابل مولوی سعد اللہ صاحب لدھیانوی کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے کہ قلم بھی اس کا ترجمہ کرنے سے معدتر کرتا ہے، اس لیے عربی داں اصحاب کے لیے اصل اشعار نقل کر دیے جاتے ہیں:

ومن اللشام أرى زجلا فاسقا  
غولا لعينا نطفة السفهاء  
شكّس خبيث مفسد ومزدر  
نحس يسمى السعد في الجهلاء  
آذيتني خبشا فلست بصادق  
إن لم تمت بالخزي يا ابن بغاء

انہوں نے ایک ہی مقام پر اپنے عصر کے اکابر علماء و شیوخ کو جو اسلامی ہندوستان کا جو ہر اور عالم اسلام کے چیدہ و برگزیدہ بزرگ، عارف باللہ اور جیید عالم تھے، اپنے ہجوں تشقیق کا نشانہ بنایا ہے، ان میں مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عبداللہ ٹوختی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد حسین سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد حسن امر وہی رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اعظم رجال ہیں، ان کے لیے انہوں نے ذمہ دکاب، شیطان لعین، شیطان اعمی، غول اغوی، اور شقی و ملعون کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

(ملاحظہ ہو: انجام آخر تحریم روحاںی خزانہ، جلد: ۱۱، ص: ۲۸۱، ۲۸۲) کے آخر میں مرزا صاحب کا طویل عربی مکتب

اسی طرح اپنے زمانے کے مشہور عالم اور شیخ طریقت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک ہجویہ قصیدہ لکھا ہے جس کے دو شعروں کا ترجمہ انہی کے قلم سے حسب ذیل ہے:  
 ”پس میں نے کہا کہ: اے گولڑہ کی زمین! تجھ پر لعنت تو ملعونوں کے سب سے ملعون ہو گئی، پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ اس فرمادیہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔“  
 (اجازہ احمدی، روحاںی خزانہ، جلد: ۱۹، ص: ۱۸۸)

اب مطاعن اور درشت کلاموں سے بھی ان کی پر جوش طبیعت کو تسلیم نہیں ہوتی، وہ بعض موقعوں پر مخالفین پر لعنت کرتے ہوئے لعنت کی تعداد کو کسی ایک ہندسہ میں ظاہر کرنے کے بجائے لفظ کو

علیحدہ علیحدہ لکھتے ہیں۔

نزول اُستح، روحانی خزانہ، جلد: ۱۹، ص: ۱۲۹ میں انہوں نے مولانا ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دس مرتبہ لعنت لکھا ہے، اور نور الحلق میں عیسائیوں کے لیے ایک ہزار بار لعنت کا لفظ لکھا ہے، یہ ”لعنت نامہ“ ان کے خوش طبیعت کا عجیب مرتع ہے۔ (نور الحلق، روحانی خزانہ، جلد: ۸، ص: ۱۴۲۶۱۵۸) یہاں پر مرزا صاحب کے طرز کلام کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں، جن میں انہوں نے اپنے مخالف علماء کو جمیعی طور پر مخاطب کیا ہے:

”اے بددات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ حوصلت کو چھوڑ دو گے؟ اے ظالم مولویا! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کا لانعام کو بھی پلایا۔“ (انجام آخر، روحانی خزانہ، جلد: ۱۱، ص: ۲۱، حاشیہ) ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلیدا اور کراہت کے لائق خزیر ہے، مگر خزیر سے زیادہ پلیدا لوگ ہیں جو اپنی نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں، اے مردار خور مولویا! اور گندی روح! تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لیے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا، اے اندھیرے کے کیڑو! تم سچائی کی تیز شعاعوں کو کیوں کر کر چھپاسکتے ہو؟“ (انجام آخر، روحانی خزانہ، جلد: ۱۱، ص: ۳۰۵، حاشیہ)

اسی تحریر میں لکھتے ہیں:

”مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں! کیوں کہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔“ (انجام آخر، روحانی خزانہ، جلد: ۱۱، ص: ۳۰۹، حاشیہ)

## مرزا صاحب کی مخصوص گالی

از: پروفیسر محمد الیاس برلنی رحمۃ اللہ علیہ

”تُلَكَ كَتَبٌ يَنْظَرُ إِلَيْهَا كُلُّ مُسْلِمٍ بِعِينِ الْمُحْبَةِ وَالْمُوْدَةِ وَيَنْتَفَعُ مِنْ  
مَعْارِفٍ مَا يَقْبَلُنِي وَيَصْدِقُ دُعَوَتِي إِلَى ذُرِيَّةِ الْبَغَايَا الَّذِينَ خَتَمَ اللَّهُ عَلَى  
قُلُوبِهِمْ، فَهُمْ لَا يَقْبِلُونَ!“

ترجمہ: ”ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے  
معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں، مگر بدکار  
عورتوں کی اولاد نہیں مانتے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے۔“

(آنینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خواں، جلد: ۵، ص: ۵۲۷، ۵۲۸)

مرزا صاحب نے مندرجہ بالا بیان میں ان لوگوں کو تو مسلمان قرار دیا ہے جو ان کو قبول کرتے  
ہیں اور ان کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں، لیکن وہ مسلمان جو ایسا نہیں کرتے ان کو ”ذریۃ الْبَغَايَا“ کا  
خطاب دیا ہے، چونکہ عربی میں ”ذریۃ الْبَغَايَا“ سخت گالی مانی جاتی ہے، یعنی بدکار عورت کی اولاد، لہذا  
مسلمانوں کی ناراضی کے خوف سے قادیانی صاحبان اس کی دو تاویلیں کرتے ہیں، اول یہ کہ ”ذریۃ  
الْبَغَايَا“ کے معنی، گراہ، ہدایت سے دور لوگ ہیں، دوم یہ کہ اس کے معنی جو کچھ بھی ہوں، یہاں مخاطب  
غیر مسلم لوگ ہیں، آخری تاویل اس لحاظ سے پیش کی جاسکتی ہے کہ اپنے عقیدے میں قادیانی لوگ اپنے  
آپ کو مسلمان اور مسلمانوں کو قادیانی غیر مسلم سمجھتے ہیں۔

رہی پہلی تاویل سو ”ذریۃ البغایا“ اور ”بغایا“، مرزا صاحب کے خاص الفاظ ہیں، جن کو وہ اکثر استعمال کرتے ہیں، اور ان کے معنی بھی خود لکھتے ہیں، - ذیل میں چند حوالے بطور نمونہ درج ہیں، ان سے واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب ”ذریۃ البغایا“ اور ”بغایا“ سے اپنی تحریریات میں ہمیشہ کیا مراد لیتے ہیں؟ چنانچہ ملاحظہ ہو:

”واعلموا أن كل من هو من ولد الحلال وليس من ذرية البغايا ونسل

الدجال فيفعل أمرا من أمرين.“

ترجمہ: ”اور جانتا چاہیے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہو، وہ دو باتوں میں سے ایک بات کو ضرور اختیار کرے گا۔ (نور الحق، روحانی خزانہ، جلد: ۸، ص: ۱۶۳)

علی ہذا مرزا صاحب ایک دوسرے موقع پر اپنے مخالف مولوی عبد الحق صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو عربی میں گالی دے کر خود ہی اس کا ارد و ترجمہ فرماتے ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہو:

”رقصت كرقصى بعية فى المجالس.“

”اور تو نے بد کار عورت کی طرح رقص کیا۔“ (جیۃ اللہ عربی، روحانی خزانہ، جلد: ۱۲، ص: ۲۲۵)

اس کے سوا ملاحظہ ہو:

(۱) ”ويتزوجون البغايا.“ (بُجَّ النور، روحانی خزانہ، جلد: ۱۲، ص: ۳۲۸)

”اور بازاری عورتوں کو اپنے نکاح میں لاتے ہیں۔“

(۲) ”فلا شک أَنَّ الْبَغَايَا قَدْ حَرَبَنَ اَنْتَاً.“ (بُجَّ النور، روحانی خزانہ، جلد: ۱۲، ص: ۳۲۹)

”بے شک بازاری عورتوں نے ہمارے ملک کو خراب کر دیا ہے۔“

(۳) ”إِنَّ الْبَغَايَا حَزْبٌ نَجْسٌ فِي الْحَقِيقَةِ.“

(بُجَّ النور، روحانی خزانہ، جلد: ۱۲، ص: ۳۳۱)

”فاحشة عورتیں درحقیقت ناپاک ہیں۔“

(۴) ”إِنَّ النِّسَاءَ دَارَ إِنْ كَنْ بَغَايَا فِي كُونِ رَجَالَهَا دِيُوثِينَ دِجَالِينَ.“

(جیسا انور، روحانی خزان، جلد: ۱۶، ص: ۲۳۲)

”جس گھر میں فاسقہ عورتیں ہوں، اس گھر کے مرد یوٹ اور دجال ہیں۔“

(۵) ”اذیتی خبشا فلست بصادق.“

”مجھے اپنی خباشت سے تکلیف دیتا ہے، پس میں مسیح انہیں ہوں۔“

(انجام آئھم، روحانی خزان، جلد: ۱۱، ص: ۲۸۲)

(۶) ”إن لم تمت بالخزي يا ابن البغایا.“

(انجام آئھم، روحانی خزان، جلد: ۱۱، ص: ۲۸۲)

”تو اے بدکاروں کی نسل ذلت سے نہ مرے۔“

”والشوق إلى رقص البغایا وبوسہن وعناتھن وبعد هذا نطاقوهن.“

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزان، جلد: ۱۶، ص: ۳۹)

”اور شوق کرنا باز اری عورتوں کے رقص کی طرف اور ان کا بوسہ اور گلے لپٹانا

اور بعد اس کے ان کا جائے کمر بند۔“

”كأنهم وقفوا أبداً لهم وقواهم على البغایا وآثروا حجهن على عصمة  
النفس والعرض والملة.“

”گویا ان لوگوں نے اپنے بدن اور قوت کو بدکار اور عورتوں پر وقف کر رکھا ہے اور  
ان کی محبت کو جان اور آبرو اور مال اور ملت سے بچاؤ پر مقدم کر لیا ہے۔“

(الحمد والتبصرۃ لمن یری، روحانی خزان، جلد: ۱۸، ص: ۲۹۱)

اب خود مرزا صاحب نے ایسی گالیوں کے بارے میں جو رائے ظاہر کی ہے، وہ ملاحظہ ہو:  
دیکھیے! کس طرح مرزا صاحب اپنی کسوٹی پر خود پورے اُترتے ہیں یا نہیں؟!

”اول تقوٰتِ اخلاق چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اواباشوں، اور سفلوں اور  
بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، اس لیے ان میں اعلیٰ درجے کی اخلاقی قوت کا  
ہونا ضروری ہے کہ ان میں طیشِ نفس اور مجذونا نہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے

فیض سے محروم نہ رہیں، یہ نہایت قابلِ شرم کی بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کھلا کر پھر اخلاقی رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زماں کھلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے، آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح امام زماں نہیں ہو سکتا۔"

(ضرورۃ الامام، روحانی خزانہ، جلد: ۱۳، ص: ۲۷۸)

"تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بذریان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا، خدا کی غیرت اس کے ان پیاروں کے لیے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے، بس اپنی زبان کو چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزانہ، جلد: ۲۳، ص: ۳۸۲ و ۳۸۷)

## مرزا قادیانی احادیث کی روشنی میں

از: عبدالرحمٰن یعقوب باوا  
عالمی مبلغ ختم نبوت

حدیثوں میں مسح موعود کی جو علاقوں میں بیان ہوئی ہیں، وہ مرزا غلام احمد قادیانی میں بالکل نہیں پائی جاتیں، حالانکہ انہوں نے مسح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

مندرجہ ذیل حدیثوں سے آپ بخوبی اندازہ لاسکیں گے کہ حدیثوں میں جس مسح موعود کے متعلق پیش گوئی کی ہے، وہ مرزا غلام احمد ہرگز نہیں۔

۱:- ان کا نام عیسیٰ ابن مریم ہونا، مرزا کا نام نہ تو عیسیٰ ہے، نہ اس کی ماں کا نام مریم

ہے۔

۲:- ان کا حکم وعدل ہونا، کسر صلیب کرنا، خزریر کو قتل کرنا، جزیہ موقوف کرانا، یہ تمام امور ان کی سلطنتِ ظاہری پر دلالت کرتے ہیں، چنانچہ حکم وعدل وہی ہو سکتا ہے جو بادشاہ وقت ہو، وہی کسر صلیب کر سکتا ہے، تمام سوروں کو مرد واسکتا ہے اور جزیہ موقوف کر سکتا ہے۔

مرزا کی تعلیمات سے تو اختلافات اور زیادہ سخت ہو گئے، تیرہ سو سال میں جو مسلمان تیار ہوئے تھے، سب کافر ہو گئے (کیونکہ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ جوان پر ایمان نہیں لایا، وہ کافر ہے، الہذا بقول ان کے، ان کے مانے والے مٹھی بھر لوگوں کے علاوہ تمام مسلمان کا فرٹھرے، مرتب!) صلیبی مذہب بڑے زور کے ساتھ پھیلتا جا رہا ہے، ہزاروں صلیبیں نئی قائم ہو رہی ہیں، غذا کے واسطے خزریر

بکثرت پالے جا رہے ہیں۔

حکم و عدل سے اگر محض نظری فیصلہ سمجھے جائیں تب بھی مرزا ان کا مصدق نہیں، کیونکہ جس قدر اختلافات کے فیصلے امام علیہ الرحمۃ کر گئے جو اپنے آپ کو عاجز امتی سمجھتے تھے، مرزا نے ان کا ہزارواں حصہ بھی نہیں کیا، جو آسمانی حکم و عدل ہونے اور منصب نبوت کے مدعا ہیں۔

کسر صلیب سے مراد اگر دلائل سے عیسویت کو باطل کرنا لیا جائے، تو کیا قرآن مجید نے اس کے ابطال میں کوئی کسر چھوڑی ہے؟ خود فطرت انسانی اور علومِ جدیدہ کم باطل کنندہ ہیں، جنہوں نے یورپ و امریکہ میں کثرت سے مخالفین تیشیث و کفارہ کھڑے کر دیئے ہیں۔

۳:- ان کے وقت میں مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا، مسلم کی دوسری حدیث میں ہے کہ انسان اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا تو کوئی لینے والا نہ ملے گا، مگر اس وقت مسلمان، تمام قوموں سے زیادہ مفسس اور نادر ہیں، اور مرزا بجائے اس کے کہ اوروں کو مال تقسیم کرے، خود اپنے واسطے ہاتھ پھیلائے رہتا ہے، اور زکوٰۃ کا مال اپنی کتابوں کے واسطے مانگتا ہے، پھر قدیم چالاکی کی رو سے مال کے معنی علوم و معارف کر کے اس حدیث کو ثالنا چاہتا ہے۔

۴:- ان کے زمانہ میں باہمی بغض و حسد دور ہو جائیں گے، انسان کے بچے سانپوں کے ساتھ اور شیر بکری کے ساتھ رہیں گے، تعصّب کے زہر نکل جائیں گے اور ایک بھائی، دوسرے بھائی پر نیک ظن پیدا کرے گا۔

مگر مرزا کے عالمگیر تغیر اور تکفیر کی تعلیمات نے بتا غرض، اور تحساد کی ایسی ختم ریزی کر دی ہے کہ گزشتہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔

۵:- مسیح موعود کا روضہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں مدفون ہونا، حدیث شریف میں ہے کہ: ”میں اور عیسیٰ ابو بکر اور عمر کے درمیان سے اٹھیں گے، ابن مودود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں اب تک ایک قبر کی جگہ خالی ہے، عائشہ صدیقہؓ نے درخواست کی تھی کہ یا حضرت! میں بھی آپ کے پہلو میں مدفون ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، یہاں تو میں، ابو بکر، عمر اور عیسیٰ ابن مریم مدفون ہوں گے۔

خود مرزا نے ازالہ اوہام روحانی خزانہ، جلد: ۳، ص: ۳۵۲ میں درج کیا ہے کہ: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ روضہ رسول کی خالی زمین پر سر کنڈ امار کر کہہ رہا ہے کہ یہ تیرے دفن ہونے کی جگہ ہے۔“

مگر جب دیکھا کہ میری شرارتیں لوگوں کو معلوم ہو چکیں اور مجھ پر عام طور پر کفر کے فتوے لگ چکے، ظاہری طور پر روضہ رسول میں دفن ہونا تو درکنار حج کرنا بھی محال ہو گیا ہے، تو جھٹ کذابانہ طریق پر دوسرا پہلو اختیار کر لیا اور لکھ دیا، کہ یہ مسلمانوں کی غلطی ہے کہ مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائے گا، لیکن وہ اس بے ادبی کو نہیں سمجھتے کہ ایسے نالائق اور بے ادب انسان کون ہوں گے، کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھو دیں گے اور پاک نبی کی ہڈیاں لوگوں کو دکھائیں گے۔

(دیکھیے: ازالہ اوہام، روحانی خزانہ، جلد: ۳، ص: ۲۷۸)

۶:- حدیث رزین میں ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ امت کیوں ہلاک ہو گی جس کے اول میں، میں ہوں، نیچے میں مہدی ہیں اور آخر میں عیسیٰ، پھر حدیث مسلم میں ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہا اور قیامت تک غالب رہے گا، عیسیٰ ابن مریم انہی میں نازل ہوں گے، گروہ کا امیر کہے گا: آئیے! نماز پڑھائے، حضرت عیسیٰ فرمائیں گے: نہیں، تم آپس میں ایک دوسرے کے امیر ہو، یہ اللہ نے اس امت کو اکرام دیا ہے، مگر ان حدیثوں کے خلاف مرزا نے یہ عجیب چالاکی کی کہ: ”لا مهدي إلا عيسى“، جو ایک وضعی قول ہے، پیش کر کے ان کو غیر صحیح قرار دے دیا، اور نعمت اللہ ولی کے شعر میں مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کا دو ہونا صاف ظاہر ہے، مگر عجیب چالاکی سے ان کو ایک ہی بنانے، وہ شعري یہ ہے:

مہدی وقت و عیسیٰ دوران  
ہر دو را شہ سوار می پینم

ایسا ہی حدیث صحیح میں ہے: ”کیف انتم إذا نزل عیسیٰ ابن مریم فیکم و إمامکم منکم.“ اس کے واوہ کو پیانہ قرار دے کر عیسیٰ ابن مریم اور امام کو ایک قرار دیا۔

۷:- حدیث میں ہے:

”فینزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق مهزو دتين و اضعافاً كفيه على  
أجنحة ملكين.“

”پس نازل ہوگا سفید منارہ کے قریب جو دمشق کے مشرق میں ہے، درمیان دو  
زرد چادروں کے ہوگا اور اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے  
ہوگا۔“

- ۸ - احمد و ابن حجر یرنے ایک حدیث ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت مجھ مقام  
روحاء میں آ کر حج اور عمرہ کریں گے، مرزاق تو کیا اس کی جماعت کا کوئی فرد بشرح نہ کرسکا، مولوی  
عبداللطیف جو کابل سے بارادہ حج روانہ ہی ہوا قادیان پہنچ کر حج سے محروم رہا۔

## مرزا صاحب کے عقائد

از ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امر تسری رحمۃ اللہ علیہ

ہم مختصر لفظوں میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب اپنے حق میں کیا کہتے ہیں:

ا:- ”جس مسح موعد اور مهدی مسحود کے آنے کی حدیثوں میں خبر آئی ہے،

وہ میں ہوں۔“ (ازالہ اوہام)

-:۲

اہن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دلف البلاء، روحانی خزانہ، جلد: ۱۸، ص: ۲۳۰)

-:۳

ایک منم کے حسب بشارات آدم

عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بخیرم

(ازالہ اوہام، روحانی خزانہ، ج: ۳، ص: ۱۸۰)

-:۴

منم مسح زمان ونم کلیم خدا

منم محمد و احمد کے مجتبی باشد

(تربیق القلوب، روحانی خزانہ، جلد: ۱۵، ص: ۱۳۷)

۵:- ”لا تقيسونني بأحد ولا أحدا بي.“

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزانہ، جلد: ۱۶، ص: ۵۲)

”مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔“

۶:- ”و شمس لا يحجبها دخان الشamas.“

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزانہ، جلد: ۱۶، ص: ۵۲)

”اور وہ سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینہ کا دھواں چھپا نہیں سکتا۔“

۷:- ”أَنَا خاتَمُ الْأُولَيَاءِ لَا وَلِي بَعْدِي إِلَّا الَّذِي هُوَ مِنِيْ.“

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزانہ، جلد: ۱۶، ص: ۷۰)

”میں خاتم الاولیاء ہوں، میرے بعد کوئی ولی نہیں ہوگا، مگر وہ مجھ سے ہوگا،  
(یعنی) میری امت سے۔“

۸:- ”وَأَنَا قَدْمِيْ هَذَا هِيَ عَلَىٰ مَنَارَةٍ خَتَمْتُ إِلَيْهَا كُلَّ رُفْعَةٍ.“

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزانہ، جلد: ۱۶، ص: ۷۰)

”اور یہ داخل ہوا میرا قدم ایک ایسے مینارے پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم  
کی گئی ہے (یعنی رتبے میں میں سب سے بڑا ہوں)۔“

۹:- ”وَهُوَ جُو مَيْرِي جَمَاعَتٍ مِّنْ دَاخِلٍ هُوَ دَارُ حَقِيقَتِ سَرْدَارِ خِيرِ الْمُرْسَلِينَ كَـ

صحابہ میں داخل ہوا۔“ (خطبہ الہامیہ، روحانی خزانہ، جلد: ۱۶، ص: ۲۵۸، ۲۵۹)

۱۰:- ”قُرْآنٌ مُجِيدٌ میں جو آیت ہے: ”يَاتِي مِنْ بَعْدِيْ اسْمَهُ أَحْمَدٌ“، میں

احمد سے مراد میں ہوں۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزانہ، جلد: ۳، ص: ۲۲۳)

رسول حق باستحکام مرزا

(المہمات مرزا، ص: ۲۸)

اس کے علاوہ بھی بہت سے عجیب عجیب تعلیٰ کے خیالات ہیں۔

درخانہ اگر کس است یک حرف بن است<sup>(۱)</sup>

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد

ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد

(مولانا محمد علی جوہر)

www.khatmenubuwwat.org

(۱) ..... یہ فارسی شعر کا مصرعہ میرزا علی اصطہبنا نقی شیرازی کا ہے۔ اور نیچے والے دو شعر مولانا محمد علی جوہر صاحبؒ کے ہیں۔

## ہماری ڈاک

از علامہ برقلانی رحمۃ اللہ علیہ

### انیس احمد، گلی نمبر: ۲۹، رنگون

- سوال: کیا آپ مرزا غلام احمد کا اصلی نام بتائیتے ہیں؟  
جی ہاں! ان کے والدین نے ابتداء میں ان کا نام دسوندی رکھا تھا۔ (مذکور برائیں احمد یہ، ص: ۷۷) جو ایک ہندوانہ اور شرکانہ نام ہے، لیکن یہ میں معلوم نہیں کہ مرزا صاحب دسوندی یا سندھی سے غلام احمد کب اور کیوں ہو گئے؟! (ریس قادیانی، ص: ۱۳)

### عبدالکریم صاحب، اپر پزنداؤں

- سوال: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے؟  
یہ بھی ایک دلچسپ معہد ہے کہ جناب غلام احمد صاحب کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے؟ کیونکہ انہوں نے ”كتاب البرية“، روحانی خزانہ، جلد: ۱۲، ص: ۱۶۲، حاشیہ میں اپنی قومیت مغل (برلاں) بتائی اور لکھا کہ: ”میرے بزرگ سمرقد سے پنجاب میں وارد ہوئے تھے۔“ اور پھر اسی کتاب روحانی خزانہ، جلد: ۱۲، ص: ۱۶۲، حاشیہ در حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ: ”میرے الہامات کی رو سے ہمارے آباء اولین فارسی تھے، (یعنی وہ فارسی الاصل ہیں)۔“ پھر اپنے رسالہ الریعن، روحانی خزانہ، جلد: ۱، ص: ۳۶۵ میں لکھتے ہیں: ”اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغیلیہ خاندان ہے، پھر ایک

سال بعد ایک رسالہ بنام ”ایک غلطی کا ازالہ“، روحانی خزانہ، جلد: ۱۸، ص: ۲۱۶ پر لکھا کہ: ”میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی ہوں۔“ پھر مرزا صاحب نے اپنی کتاب ”پشمہ معرفت“، روحانی خزانہ، جلد: ۲۳، ص: ۳۳۱ میں اپنا چینی الاصل ثابت کیا، گویا مرزا صاحب مغل بھی تھے، فارسی بھی، اسرائیلی بھی، فاطمی بھی اور چینی بھی، اب فیصلہ قادیانی لوگ کریں کہ ان کا اصلی خاندان کیا تھا؟

.....

### شہزادہ جہاں، سودائی، چاند اسٹریٹ، رنگون

- سوال: کیا مرزا صاحب نے ابن مریم ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے؟
  - جواب: جی ہاں! ان کی والدہ کا نام چراغ بی بی تھا اور اس طرح وہ ابن چراغ بی بی کہلاتے، لیکن وہ اپنے آپ کو ابن مریم کہتے ہیں، اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی ولدیت کی غلط نسبت کرنے میں کیا فائدہ اُن کو نظر آیا؟
- .....

### عمٹان یعقوب باوا، رنگون

- سوال: قادریانی لوگ اس بات پر کیوں ضد کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے؟
  - جواب: اگر وہ اس بارے میں ضد نہ کریں تو مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ لغو ٹھہرتا ہے، اس لیے وہ زبردستی لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔
- .....

### محمد موسیٰ عبدالکریم، گلی نمبر: ۳۰، رنگون

- سوال: مرزا غلام احمد قادریانی کے متعلق ان کے پیروؤں کا کیا عقیدہ ہے؟

● جواب: مرزا صاحب کے پیر و اُن کو دائرہ انسانی سے فائق تر اور ایک آسمانی آدمی یقین کرتے ہیں۔

(براہین احمدیہ، روحانی خواہ، جلد: ۲۱، ص: ۶۲)

حالانکہ مرزا صاحب بیماریوں کا مجسمہ اور رنجوریوں کا مخزن و معدن تھے، ان کی اکیلی ذات میں بیماریاں اس کثرت و تنوع کے ساتھ جمع ہو گئی تھیں کہ الامان وال حفیظ، ان کے خصوصی امراض یہ ہیں: مراق، مالیخو لیا، در گردہ، نامردی، قولخ، ذیابطس، دوران سر، تشخی قلب، دق، وغیرہ وغیرہ۔ سوچئے! ایک آسمانی آدمی کو ایسی موزی بیماریاں لگ سکتی ہیں؟

### اسحاق یعقوب باوا، رنگون

● سوال: میں نے حال ہی میں ”مجدِ زماں“ نامی، ایک کتاب دیکھی ہے، جس میں رنگون کے شاعر جناب ہدم صاحب کے جواب میں مصنف صفحہ: ۱۹۸ پر لکھتے ہیں کہ:

”پھر آپ نے حضرت مرزا صاحب کی سلیمان بن حسن سے مشاہدہ قائم کی ہے، یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے، پھر موقع کے ساتھ حضرت مددوح کی مشاہدہ بیان کی، یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے، پھر آپ نے لکھا کہ مرزا صاحب نے احادیث کا انکار کیا ہے، یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے، پھر آپ نے لکھا کہ یہ فقہ اسلامی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں، یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے، پھر آپ نے لکھا کہ فرقہ باطنیہ کی طرح دعوت کے بھی مدارج مقرر کیے ہوئے ہیں، یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے، پھر آپ نے لکھا کہ مرزا بیویوں نے تفسیر قرآن میں ایسا طریقہ اختیار کیا ہے، جس سے مسلمان احساس کتری میں بتلا ہو کر اسلاف کے کارنا موں سے بدظن ہو جائیں، یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے..... آپ نے لکھا ہے کہ مرزا ای تبلیغ اسلام کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں، یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے، پھر آپ نے لکھا کہ مرزا صاحب صحابہؓ کی توہین کرتے تھے، یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے.....، پھر آپ نے لکھا کہ مرزا صاحب کے عقائد اہل سنت وال جماعت کے مسلمہ عقائد

کے خلاف تھے، یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے، پھر آپ نے لکھا کہ مرزاصاحب معراج کے مکر تھے، یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔  
(مجد وزماں، ص: ۱۹۸۸-۱۹۹۹)

برائے کرم اس پروشنی ڈالیے کہ مجد وزماں کے مصنف نے بار بار کذب بیانی کی رٹ کیوں لگارکھی ہے؟

● جواب: مجد وزماں نامی کتاب دراصل ”دونبی“ نامی کتاب، (مصنف: مولانا محمد بشیر اللہ صاحب، شیخ الیامعہ دارالعلوم، تابنوبے) کے جواب میں مرتضی خاں حسن بی اے نے لکھی ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ”دونبی“ کتاب نے خاں صاحب کے جسم و روح میں آگ لگادی ہے، اس لیے نہایت مشتعل ہو کر ایسی خیم کتاب لکھ دی، جس میں ”دونبی“ نامی کتاب کے مصنف اور کتاب کے دیگر معاونین کو دل کھول کر کوسا گیا، اور ساتھ ہی اپنی ممتاز اور سنجیدگی کا بھی دعوئی کرتے ہیں، لیکن غایت درجہ حرمت ہوتی ہے کہ لاکن مصنف کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ رنگون کے شاعر جناب ہدم صاحب کے دینے ہوئے الزامات کا صحیح جواب دیتے اور جیسا کہ آپ کے اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف کذب بیانی کی رٹ لگا کر نکل گئے، حالانکہ مصنف کا فرض تھا کہ ان مسائل پر مدل روشنی ڈالنے اور صفائی پیش کرتے کہ مرزاصاحب مذکورہ الزامات سے بالکل بری تھے، لیکن ایسا نہ ہوا۔

## عبدالوھاب، مسیدی گلی، رنگون

● سوال: مرزاصاحب قادریانی کے بچپن کے حالات کیا آپ بتاسکیں گے؟  
● جواب: جی ہاں! مختصر طور پر مرزاصاحب کے بچپن کی عادتیں میں آپ کو بتا دیتا ہوں، مرزاصاحب بچپن میں چڑیاں کپڑا کرتے تھے، تیرنے کے شو قین تھے، گھوڑ سواری کا بھی شوق رکھتے تھے، گھر سے چیزیں چرا کر دوستوں کے ساتھ لکھاتے تھے، کیمیاگری کی تلاش میں بے چین رہتے تھے، جگنو پکڑ کر گریبان میں چھپاتے تھے اور حد درجہ ضدی تھے۔

## ایک ضروری بات

### ایک مختص مسلمان

قادیانی: - ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو پنجاب کے مرزا غلام احمد قادیانی کو، حقیقی نبی، ظلی یا بروزی نبی، مسح موعود، مہدی موعود، محدث، مجدد، پیر، ولی، یا اپنا روحانی پیشوایا امام مانتا ہو:

• امتِ مسلمہ کے تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ہر قسم کا قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہے، یعنی اسلام اور مسلمانوں سے قادیانیوں کا کوئی واسطہ نہیں، وہ بالکل علیحدہ مذہب کے ماننے والے ہیں۔

• برما کے قادیانی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے کہتے ہیں کہ قادیانی دراصل اسلام ہی کا ایک فرقہ ہے، جس طرح مسلمانوں میں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلک کے ماننے والے موجود ہیں، قادیانی بھی اسی طرح کے ایک طریقے پر چلنے والے ”مسلمانوں“ کو کہتے ہیں!

• یہ بہت بڑا دھوکہ اور فریب ہے، مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ قادیانی بنے کا مطلب اسلام سے اپنا رشتہ توڑ کر قادیانیوں کے پیشووا اور جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی سے رشتہ جوڑنا ہے، یعنی قادیانی بنے کے بعد آدمی مسلمان نہیں رہتا، یہ تمام علماء اسلام کا متفقہ فتویٰ ہے۔

• ..... لہذا اگر آپ کے عزیزوں، رشتہ داروں، محلے والوں، بستی والوں، یا شہروالوں میں کوئی فرد یا کچھ افراد قادیانیت کی طرف مائل ہیں تو آپ ان کو سمجھائیے، ان کے سامنے قادیانیت کی حقیقت ظاہر کرنے والے لڑپچر جو ”ختم نبوت“، میں شائع ہوتے ہیں، یاد گیر علماء کرام کی لکھی ہوئی کتابیں پیش کیجئے اور حتی الامکان ان کو قادیانی سے بچائیے، اور اس چیز کو اپنا فرض عین سمجھیے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بے شمار اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

فقط والسلام  
ایک مخلص مسلمان

## دینِ حق کے سپاہی.....عبدالرحمٰن باوا

از: فرح مصباح، کراچی

دینِ حق کے بنے سپاہی عبدالرحمٰن<sup>(۱)</sup> باوا  
اعلیٰ آپ نے قست پائی عبدالرحمٰن باوا  
ختم نبوت کے ہیں سپاہی عبدالرحمٰن باوا  
قرب نبی سے عزت پائی عبدالرحمٰن باوا

دینِ حق کی خاطر بھرت آپ کا فخر نبی ہے  
دعوتِ حق بھی یوں پھیلائی عبدالرحمٰن باوا  
دنیا بھر کو آپ نے یوں اسلام کی دولت سونپی  
دعوتِ حق ایسی پھیلائی عبدالرحمٰن باوا

اپنی جان و مال کو وابستہ ایسا دیں سے کیا  
عشقِ رسول کی رسم بھائی عبدالرحمٰن باوا  
آپ کی کاوش سے تاریکی دور ہوئی دلوں کی  
ہر دل میں یوں شععِ جلالی عبدالرحمٰن باوا

شہر نبی کی خاک سے اس طرح ہوئے وابستہ  
شہر نبی سے برکت پائی عبدالرحمٰن باوا  
دنیا میں مشہور ہوئے تم داعی دینِ حق بن کر  
پائی حکمت و دانائی عبدالرحمٰن باوا

(۱) .....نوبت: عبدالرحمٰن، نون غنہ (ل) لکھا جائے گا، تاکہ وزن قائم رہے۔

## برطانیہ میں تحفظِ ختم نبوت اکیڈمی کا کردار

از: مولانا سمیل باوا

برطانیہ میں تحفظِ ختم نبوت کے مشن کی ضرورت کا احساس یہاں کے مسلمانوں کو اس وقت ہوا، جب پاکستان میں قادیانیوں کی پاکستان واسلام دشمن سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے ۱۹۸۵ء میں قادیانی آرڈیننس کا نفاذ ہوا، جس کے نتیجے میں قادیانیوں کا چوتھا سربراہ آنجمانی مرزا طاہر چنان گور (سابقہ ربود) پاکستان سے فرار ہو کر لندن آگیا، اور برطانیہ میں قادیانیوں نے سرگرمیاں شروع کر دیں، قادیانیوں نے لندن سے تقریباً ۵۰ میل کے فاصلے پر (سرے) میں ایک زمین خرید کر اس کا نام اسلام آباد رکھا، اور وہاں اپنا سالانہ مرکزی جلسہ جو ان کے نزدیک نفلی حج کے برابر ہے، کا انعقاد کر کے لٹریچر کی اشاعت اور سیٹلائزٹ کے ذریعہ مسلم ٹیلی وزیرشان احمدیہ کے نام سے قادیانی ٹی وی چینل شروع کیا، اور انٹرنیٹ پر الاسلام کے نام سے ویب سائٹ وغیرہ شروع کی۔

یہ سب کچھ اسلام کے لبادے میں اسلام کے نام پر یہاں کے مسلمانوں کو باور کرانے کی کوشش کی کہ قادیانی گروہ مسلمانوں کا ہی ایک حصہ ہے، اور میڈیا کے ذریعہ دنیا کے سامنے اپنی مظلومیت کا خوب رونارویا گیا اور اب بھی روایا جا رہا ہے، کہ پوری دنیا کے مسلمانوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ان کے حقوق غصب کیے ہوئے ہیں، پاکستان سے قادیانیوں نے دھڑادھڑ اس منصوبے کے تحت مغربی ممالک خصوصاً جرمنی اور برطانیہ میں اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کر کے سیاسی پناہ لینا شروع کر دی، ظاہر ہے کہ اس کے نتیجے میں برطانیہ میں آباد مسلمانوں میں تشویش پیدا ہوئی۔

قادیانیوں کی دونوں (لاہوری اور بولی) جماعتوں کو پاکستان میں ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، پھر اپریل ۱۹۸۲ء میں قادیانی آرڈینس کا نفاذ ہوا، اس سے قبل تحریک ختم نبوت کے رہنماء مولا نال حسین اختر رحمة اللہ علیہ برطانیہ کا دورہ کر چکے تھے۔ اسلامک اکیڈمی ماچھستر کے مناظر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب رحمة اللہ علیہ بھی تحفظ ختم نبوت کے مشن کے سلسلے میں یہاں سرگرم عمل تھے، انہوں نے سفیر ختم نبوت مولانا منظور چنیوٹی رحمة اللہ علیہ کو برطانیہ بلاکر ایک "حیاتِ مسیح علیہ السلام" کا نفرنس منعقد کی۔

یوں برطانیہ میں قادیانی مسئلہ پر مسلمانوں میں بیداری ہوئی، لیکن سن ۱۹۸۵ء میں مرزا طاہر کی یہاں آمد اور قادیانی جلسہ سالانہ کے انعقاد کی وجہ سے مسلمانوں میں پھر فکر پیدا ہوئی، اور یہ احساس جاگزیں ہوا کہ برطانیہ میں ختم نبوت کا نفرنس کا انعقاد وقت کا تقاضا ہے، بعد ازاں ہندوپاک کے علماء کرام نے برطانیہ کے علماء کرام سے مشاورت کے بعد انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے نام سے ایک جماعت قائم کی، اور اسی کے زیر اہتمام یہاں کے علمائے کرام کے تعاون سے ۱۹۸۵ء میں ویبلے حال لندن میں عظیم الشان ختم نبوت کا نفرنس منعقد کی، جس میں پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، سعودی عرب، اور دیگر ممالک سے علماء کرام اور ختم نبوت سے وابستہ تنقیبیوں کے ذمہ داروں نے شرکت کی، ایک بار پھر برطانیہ میں آباد مسلمانوں میں ختم نبوت اور قادیانی مسئلہ پر ایک عام بیداری پیدا ہوئی، اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے کفریہ اور گمراہ کن عقائد سے آگاہی ہوئی۔

امام اہلِ سنت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب رحمة اللہ علیہ، شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمة اللہ علیہ، امیر ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمة اللہ علیہ کے ساتھ ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت کراچی عالمی مبلغ ختم نبوت حاجی عبد الرحمن باوا صاحب دامت برکاتہم بھی تشریف لائے، حاجی عبد الرحمن باوا صاحب دامت برکاتہم کے دل میں ٹڑپ اور عرصہ دراز سے آرزو تھی، کہ لندن میں ختم نبوت کا ایک مرکز قائم ہو، چنانچہ مشاورت کے بعد اور باوا صاحب کی آنکھ محنتوں کے بعد جنوبی لندن اسٹاک ویل کے مقام پر ایک چرچ خرید کر ختم نبوت سینٹر قائم کر دیا گیا، باوا صاحب دامت برکاتہم اس سینٹر کو آباد کرنے میں کامیاب ہو گئے، اور ساتھ ہی برطانیہ کے

چپے چپے کا سفر کر کے ختم نبوت کے پیغام کو پہنچایا، آج تک سالانہ ختم نبوت کا نفرنس کا انعقاد انہی کی جدو جہد کا نتیجہ ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں الکٹرائیک و سوشنل میڈیا نے ایک نئی جگہ بنائی اور قادیانی اس جدید میڈیا کے ذریعہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے لگے۔ سوشنل میڈیا کی دنیا عجیب و غریب دنیا ہے، نوجوان گھنٹوں اس میں مصروف رہتے ہیں، اور اس کی مقبولیت انتہاء کو پہنچ گئی ہے، اگرچہ بہت ساری دینی جماعتیں اور کچھ مسلمان انفرادی طور پر اسلام کے پیغام کو پہنچانے کی کوشش میں ہیں، اس کے باوجود عقیدہ ختم نبوت کا پیغام کما حقہ نہیں پہنچ پا رہا ہے، اس لیے حضرت باوا صاحب دامت برکاتہم نے ختم نبوت کے کام کو ایک نئے اور جدید انداز اور تحقیقی اور رسیرچ و رک کرنے کے لیے ۱۹۹۸ء میں مشرقی لندن فارست گیٹ کے علاقے میں ایک عمارت خرید کر ختم نبوت اکیڈمی قائم کی، جس میں ایک شاندار لابریری ہے، اور عقیدہ ختم نبوت و رو قادیانیت و دیگر دینی رہنمائی کے لیے تمام کتب موجود ہیں، نوجوانوں میں دینی رہنمائی و تربیت و ترقی کی محنت شامل ہے۔

مرکزِ ختم نبوت لندن میں سے پوری دنیا میں قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے مسائل کے حل کے لیے چوبیس گھنٹے ختم نبوت آن لائن کی سہولت بھی موجود ہے، ختم نبوت اکیڈمی کی جانب سے اعلان عام بھی ہے، کہ دنیا بھر میں جہاں کہیں مرزا غلام قادیانی کی کتابوں سے اصل حوالوں کی ضرورت ہو تو ضرور رابطہ فرمائیں، عقیدہ ختم نبوت پر لٹریچر کی اشاعت خصوصاً انگریزی زبان میں، اس کے علاوہ مقامی مسلمان اور غیر مسلموں کے مسائل کے حل کے لیے بھی اکیڈمی سے رجوع کیا جاتا ہے، الحمد للہ یہ سارے کام بتوفیقِ الٰہی ہو رہے ہیں۔

## مُجاہداتِ ختَمِ نبوت

بنتِ محبت اللہ

عشق کا سفر ہمیشہ ماورائی ہوتا ہے، لازوال ہوتا ہے، بے مثال ہوتا ہے، یہاں محبتوں کی حدیں ختم ہو چکی ہوتی ہیں، عشق محبتوں کی حدود کو کہیں دور دور چھوڑ کر آگے بہت آگے کا مکان ہوتا ہے، اتنا کہ پھر عاشق معشوق کے قلب میں ہی داخل جاتا ہے، پھر آنکھ اسی کو دیکھتی ہے، کان اسی کو سنتے ہیں، ہاتھ گویا اس کے ہاتھ بن جاتے ہیں، جو محبوب کی چاہ میں متحرک رہیں اور پاؤں اسی کے پاؤں بن جاتے ہیں جو اسی کی رضا میں پھریں، اور دل اسی کے نام کی ملا جپتا رہتا ہے۔

خصوصاً جب محبوب وہی ذات بحق ہو جو میرا ہی خالق ہے، اور پھر اسی محبوب کا محبوب (محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم) ہی دل میں دھڑکتا ہو تو مجھے دنیا سے کیا مطلب؟  
میں تو محبوب کے محبوب (محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان و آفرینی کا پروانہ بن جاتی ہوں، جس سے میرا خالق حقیقی ہی مجھے پسند کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اس کی ایک ایک ادا پر جان ثنا رکرتی ہوں، اس کے حسن پر، اس کے اخلاق پر، اس کی کتاب پر، اس کی رسالت پر، خصوصاً اس کی ذات، اس کی ختم رسالت پر۔

جب اس کی رسالت پر ڈاکہ زنی کی جاتی ہے تو مجھے گوارنیس ہوتا کہ میں زندہ رہوں اور خاموش رہوں؟ پھر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے بے تاب ہو جاتے ہیں، اور شمع ختم نبوت کے ارد گرد منڈلاتے ہیں اور پھر پروانے کو کیا پرواہ!! کہ پر جلنے یا خود جلنے؟

یہ سب مجھے میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہی تو سکھایا ہے، وہ میرے ابو بکر، میرے حبیب بن زید، میرے فیروز دیلمی رضی اللہ عنہم نے ہی تو ..... میں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ہی تو چل رہی ہوں، جنہوں نے نہ دن دیکھانہ رات بس کٹ مرے خواجہ بطيحا کی ناموس پر..... میرے پیارے اسلاف جو ختم نبوت کرتے کرتے اور کہتے کہتے چل بے، مگر امر ہو گئے ..... میرے انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جو فرماتے تھے: ”گلی کا کتنا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم ناموں رسالت کی حفاظت نہ کر سکے۔“ میرے پیر مہر علی شاہ صاحب (رحمۃ اللہ) جنہوں نے صراحتاً کہہ دیا تھا کہ ”جو شخص ردِ قادر یعنیت کا کام کرتا ہے، اس کی پشت پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہوتا ہے۔“ اور میرے پیارے یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ جو فرماتے تھے: ”جو توجہات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تھیں، اگر آج چودہ سو سال بعد کوئی مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہی توجہات حاصل کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ ختم نبوت کا کام کرے۔“

تو کون ہے جو ختم نبوت پر نثار ہونا نہیں چاہے کا؟ میں اس پیامِ ختم نبوت کو مشرق، مغرب، شمال، جنوب میں لے جانا چاہتی ہوں ..... اور بساط بھر کرنی بھی ہوں، اور میرے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ..... کہ حالت حیات میں کبھی کسی نے ان کے ساتھ اچھا کیا ہو یا کوئی احسان کیا ہو اس پر ضرور کوئی عنایت فرماتے تھے ..... جوابی ہدیہ ضرور مرحمت فرماتے تھے ..... اور اب ..... اب بھی میرے محبوب اپنے پروانوں کی محبوتوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کو ہدایا عنایت فرماتے ہیں، تو پھر وہ غازی علم الدین شہید ہوں، عطاء اللہ شاہ بخاری ہوں، انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ) ہوں یا میں اور تم ہوں ..... !!!

ہاں ..... ہاں ..... میں اس کی گواہ ہوں ..... میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر عنایت کی ہے ..... وہ دن بھلا کیسے بھلا یا جاسکتا ہے، جب مدرسہ کی دس روزہ تعطیلات ہونے والی تھیں، طالبات کو جمع کیا اور اللہ سے مدد طلب کر کے تحفظ عقیدہ ختم نبوت پر ان کے جذبات اور احساسات کو جگانے کے لیے کچھ مقالات عرض کیے، اور ختم نبوت کا ابتدائی مشن سونپ کر گھروں کو رو انہ کیا ..... وہ

چلی گئیں، جبکہ تحفظ ختم نبوت کی قدمیں ان کے دلوں میں روشن ہو چکی تھیں، اس با برکت کام سے جڑتے ہی میرے نبی پاک پیارے حبیب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرشتوں نے عرض کیا ہو گا کہ آپ کی مزید کچھ بیٹیاں آپ کی ختم رسالت کے لیے متحرک ہو گئی ہیں، ..... یقیناً آپ علیہ السلام مسکراتے ہوں گے، خوشی سے توجہ ڈالی ہو گی ..... جس کی تصدیق رب تعالیٰ نے کرائی ..... میری ایک طالبہ نے خواب میں پیارے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا، خواب میں دیکھا (ان کی زبانی):

"میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے، وہاں عجیب بہت بڑی قد و قامت والے لوگ ہیں، جنہوں نے ایک جیسا خاکی لباس پہنانا ہوا ہے، وہ اتنے اوپنج ہیں میں ان کی ٹانگوں تک ہی پہنچ پا رہی ..... اتنے میں اعلان ہوتا ہے کہ یہاں پھولوں کے ہار تقسیم ہو رہے ہیں، اعلان ہوتے ہی وہ لوگ ایک جانب دوڑ نے لگتے ہیں اور ان کے دوڑ نے کی وجہ سے میں بار بار گرجاتی ہوں، اتنے میں مجھے ایک جانب اپنی پوری صفت کی طالبات اور چند معلمات دکھائی دیتی ہیں، جن میں آپ (بندی ناجیز) بھی ہوتی ہیں، میں آپ سب کی طرف دوڑ کے خردیتی ہوں کہ وہاں ہار تقسیم ہو رہے ہیں، تو ہم سب اکٹھے ان ہاروں کو ڈھونڈنے نکل جاتے ہیں، لیکن اسی اثناء میں آپ سب پھر مجھ سے کھو جاتے ہیں اور میں دوبارہ ان دراز قد لوگوں میں گھر جاتی ہوں، وہ میرے ارد گرد جمع ہوتے ہیں اور نکلنے کا راستہ نہیں دیتے، میں دل میں سوچتی ہوں کہ ان سے کہوں کہ مجھے کسی کام سے جانا ہے (مقصد ہار پہنانا ہوتا ہے) مجھے جانے دیں، ابھی ان سے کہا بھی نہیں ہوتا کہ وہ لوگ راستہ دے دیتے ہیں، میں ان سے پوچھتی ہوں کہ ہار کون اور کیوں تقسیم کر رہا ہے؟ تو وہ مجھے کوئی جواب نہیں دیتے، گویا میری زبان ہی ان کو سمجھ نہیں آتی ..... میں تھوڑا آگے چلتی ہوں تو کیا دیکھتی ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیارے حبیب خاتم المرسلین سید دو جہاں ایک تخت پر بر اجمن ہیں، اور لوگوں کو ہار پہنا رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ختم نبوت کا کام کرتے ہیں، جو ہار پہنٹے جاتے ہیں، وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پچھے کھڑے ہوتے جاتے ہیں، اور یہ ایک بہت بڑا مجمع ہے اور ایک مجمع ان کی نسبت چھوٹا سا منے کھڑا ہے ہار پہنٹے کی خاطر، میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب جا کر عرض

کرتی ہوں کہ یہ جنہوں نے ہار پہنچے ہوئے ہیں، یہ سب تو مرد ہیں، عورتوں کے لیے کیا ہوگا اگر وہ ختم نبوت کا کام کریں؟! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو ہار پہنچاتے پہنچاتے رک جاتے ہیں، اور دست مبارک گود میں رکھ لیتے ہیں اور فرماتے ہیں: تم نے کیا کیا ہے؟ میں انتہائی شرمندہ ہو جاتی ہوں کہ میں نے یہ کیوں پوچھا؟ جبکہ میرے پاس بتانے کو کچھ نہیں ہے، پھر میں عرض کرتی ہوں کہ میرے پاس ۲۵ پچھے قرآن پڑھنے آتے ہیں، میں نے ان سب کو حدیث "أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَآنِي بَعْدِي"، "بَعْدِي" ترجمہ یاد کروادی ہے اور ہر بار سمجھاتی ہوں کہ قادیانی کافر ہیں، یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہیں اور وہ دست مبارک میں پکڑا ہوا ہار مجھے پہنچاتے ہیں، میں بے انتہا خوش ہوتی ہوں، اور اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈتی ہوں کہ ان کو بھی ہار پہنچانا دیئے جائیں، تو دیکھتی ہوں کہ ہار پہنچنے والوں میں آپ (بندی ناچیز) اور بشار (ایک اور طالبہ) ہار پہنچنے پہلے سے کھڑے ہوتے ہیں، اور سب خوشی سے جھوم رہے ہوتے ہیں.....!!!"

قارئین کرام! یہ تو صرف ابتداء ہوئی تھی، ابھی تو ٹھیک سے جڑے بھی نہیں تھے ختم نبوت کے کام سے کہ اتنی عظیم نوازش ہو گئی..... یقیناً اگر ہم ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات سے غافل نہیں، وہ ہماری خدمات سے غافل نہیں..... بس اب اتنی فکر کرنی ہو گی کہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دینا ہوگا، اپنی تو انہیں ان کی ناموس پر لگانی ہو گی..... پھر زندگی بہاریں نچھا و کرے گی اور موت خوشی کے شادیانے لے کر محبوب کل جہاں (پیارے آقامدنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں میں لے جا کر چھوڑے گی، ان شاء اللہ

## سیاسی پناہ یا ویزا حاصل کرنے کے لیے تبدیلی مذہب

از: مولانا سمیل باوا

ایک مسلمان کا قادیانی حلف نامے یا پھر کسی بھی ملک کی سیاسی پناہ یا اسلامکم حاصل کرنے کے لیے عارضی طور پر دستخط کرنا اور بعد میں یہ کہنا کہ دل میں ایمان ہے، دل میں لاکھ ایمان ہو، مگر زبان اور قلم سے ایک سینئٹ کے لیے بھی قادیانیت کو قبول کرنا اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ ایک بڑا مخالف ا لوگوں کے ذہنوں میں ہے کہ زبان سے قدمیں کا نام ہی اسلام ہے، کفر اسی وقت مانا جائے گا جب تک صراحةً کے ساتھ اسلام کا انکار اور کفر کی تصدیق کی جائے۔ قادیانیت کے کفر میں کسی فقیر کا شبہ یا تردند نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی عدالت اور عالم اسلام کی تمام عدالتیں اپنافیصلہ دے چکی ہیں، قادیانیت کا فارم ویزے یا سیاسی پناہ کے حصول کے لیے پُر کرنا اپنے کفر پر دستخط کرنا ہے، ایسے شخص کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔ اور اگر یہ عمل فتح کر چکا اور پھر کسی کی رہنمائی کی وجہ سے یا پھر خود ہی نادم ہوا تو قادیانیت سے براءت کا اعلان کرنا ہو گا اور حکومت کو بھی آگاہ کرنا ہو گا کہ میں قادیانی نہیں ہوں اور جب تک تو بہ تائب اور اعلان براءت نہ کرے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہی رہے گا۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ بد قسمت ٹریوں ایجنسٹ اور وکلاء کا مشورہ بھی پیش پیش ہے، اس کے لیے مسلمانوں کو قادیانیت کی بنیاد پر باہر ملکوں میں سمجھنے کی ترغیب اور بیعت فارم پُر اور قادیانی ظاہر کر کے پیرون ممالک کا ویزا سیاسی پناہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں یہ بھی

نہیں معلوم کہ وزیر ابھی حاصل کر پائیں گے کہ نہیں۔ اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ سیاسی پناہ اور شہریت کے حصول کے بعد لوث آئیں گے، یہ بھی قابل اعتبار نہیں۔ جب ایک چیز صریح کفر ہے تو اس کو اختیار کرنا ہی ناروا ہے، حلف پر دستخط کرتے لمحہ ہی آدمی دین سے خارج ہو جاتا ہے اور اگر اسی لمحہ ہی داعیِ اجل آپکڑے تو لوٹنے کی صفائحہ ہی ضبط ہونے کے متراff ہوگی، لہذا ایسے شخص کو سمجھایا جائے کہ چند دن کی زندگی اور روپوں کی خاطر اپنا قیمتی سرمایہ ایمان ضائع ہونے سے بچائیں۔

ختم نبوت کی ہیں جان  
عالم ہیں عبدالرحمن

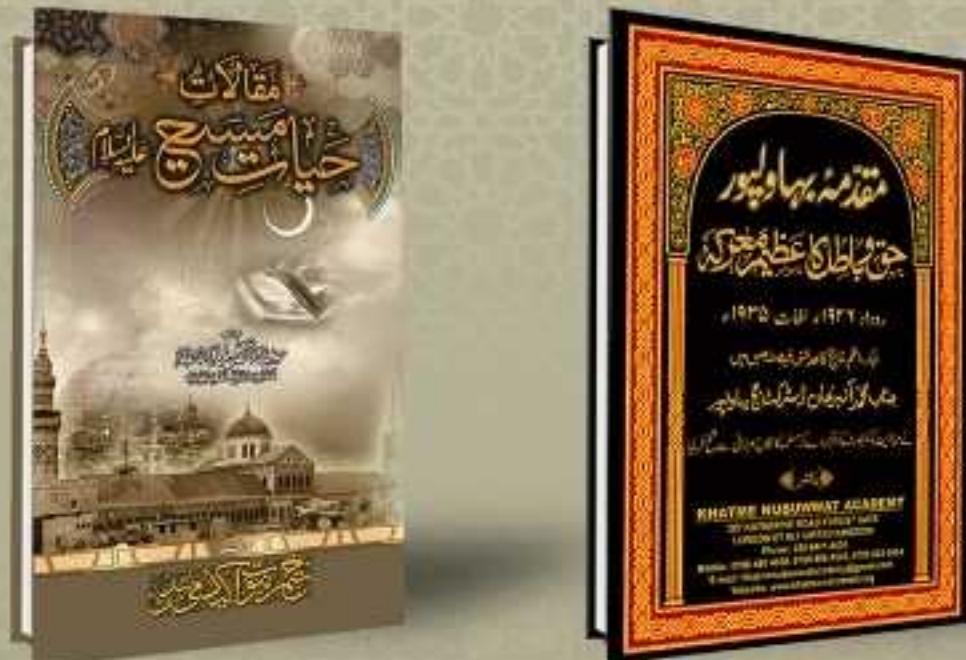
فاضل اجل ہیں باوا  
دین سے ان کا پیان

ختم رسول کے ہیں داعی  
اور اس دعویٰ کی ہیں شان

کر کے ندمت جھوٹے نبی کی  
کر دیا امت پر احسان

دانش سمجھی سیکھیں ان سے  
سب کچھ دین پر ہے قربان

شاعر عقیل دانش



تاریخی رسالے کی جدید اشاعت

## **KATME NUBUWWAT ACADEMY**

387 KATHERINE ROAD FOREST GATE  
LONDON E7 8LT UNITED KINGDOM

Phone: 020 8471 4434

Mobile: 0798 486 4668, 0788 905 4549, 0795 803 3404

E-mail: khatmenubuwwatacademy@gmail.com

Website: [www.khatmenubuwwat.org](http://www.khatmenubuwwat.org)